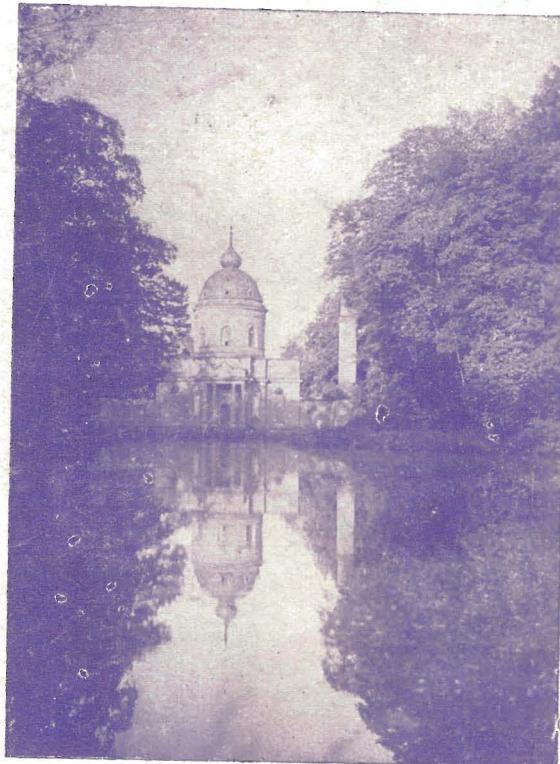


November, 1950



SHAMS-U-L-ISLAM



MONTHLY BHERA

MASJID built by German Muslims, Schwebzingen (Germany).

Chief Editor: Zahur Ahmad Bugvi.

یا مجمع الشیعیت الطلاقیت قوہ الائین بنہ العارفین اللہ علیہ السلام نے احمد بن حنبل کو بھروسہ تھا
بیان کرائی خضرت رسی المبلغین مولانا محمد نصیر الدین بگئی حضرت اللہ علیہ السلام برائی کیتی گیا
با یاد کرائی خضرت رسی المبلغین مولانا محمد نصیر الدین بگئی حضرت اللہ علیہ السلام برائی کیتی گیا
مساجد اپنا

حرز الانتصار بھیرہ (نچاہ)

(اللہ علیہ السلام کے مدحگاروں کا گروہ)

اغراض و مقاصد ۱۔ اندوں و پیرنی حملوں سے اسلام کا تھقہ مبلغ و اشاعت اسلام۔

۲۔ مساجد اپنا رسم باہمیت شریعت اسلامیہ ۳۔ احیا و اشاعت علوم دینیہ۔
۳۔ مساجد اپنا شعبہ نصباب التکمیل و الریلیخین عرب کالج تعلیم القرآن کے ذریعہ
اسلام کی بہترین خدمت انجام دے رہے ہیں ۴۔ مبلغین کے ذریعے ملک کے مولی عرض میں اسلامی زندگی پیدا
کی جا رہی ہے ۵۔ سالانہ تسلیم اشان کا نفرش (۵) امیر حزب الانتصار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تسلیمیہ وہ
رہ یہم خانہ ری کتب خانہ وہ ہجایت مسجد بھیرہ کی مرمت و تعمیر۔

حرزیدہ کے قواعد و ضوابط۔

۱۔ جو صاحب حزب الانتصار بھیرہ کو کم انکم پاچ پیلے ماہنہ عطا فرمائیں گے وہ سپرست منتصو ہوں ایسے صحابہ
کے نام جیسے اسلام میں ہمیشہ شائع ہوا کرنے والے یہی حضرات کی سفارش پر کامیابی ایسا طلباء کے نام
جزیرہ بلاعہ خداوند کیا جائیگا۔ پاچ و پہیسے کم اور ایک رسیہ سے زیادہ جو صاحب ماہنہ عطا فرمائیں گے وہ معاونین
میں شامل ہوئے۔ اور ان کی سفارش پر ہمیں امام مساجد، قریبیانہ طلباء کے نام رسائل خارجی کیا جائیگا۔ اور
معاذین کے اسماء بھی شکریہ کے ساتھ جرسیدہ میں درج کئے جائیں گے۔

۲۔ رکان حزب الانتصار کے امور جیلیہ غفت بھیجا جاتا ہے جنہے کیتیں کم از کم حارثہ اہوار یا میں روپیہ سالانہ مقرر ہے۔

۳۔ عام حزیدہ سالانہ ۷۰ روپیہ مقرر ہے۔ نوہ کا پرچیزین آنہ کے سوٹ موصول ہوئے پر بھیجا جائیں گے۔

۴۔ دعائیں تراجمی اور کچھ پہنچ شہر میں بذریعہ دار بھیجا جاتا ہے۔ اکثر سائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں جس
صاحب تھیں کی ۲۰ ناریخ تک سالانہ میں انکی طرف کر اطلع موصول ہوئے پر دیوارہ بھیجا جاتا ہے اطلع نہ نہیں کی صورت
میں ذفر ذمه و اونہ ہو گا جملہ خط و کتابت و تریل زربا میں مساجد اسلام بھیرہ (نچاہ) ہوئی چاہیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِلْهُر شَمْسُ الْإِسْلَامِ

جلد ۲ باب ما راجح سنه ۱۹۳۴ مطابق ذي الحجه ۱۳۵۳ نمبر ۳

نمبر شمار	فهرست مضامین	نمبر صفحہ
۱	عکت و موعظت در سورۃ البقرہ (دادارہ)	۶
۲	الرجالی آیات القرآن	۷
۳	باب لحدیث دا اسلامی زندگی کا مکمل پروگرام (دادارہ)	۵
۴	روحانیت و اخلاق	۹
۵	تاریخ و عبر	۱۲
۶	جو اہر ریزے	۱۸
۷	رسول عربی میان عرب و علم (نظم)	۶۰
۸	شیعہ کے الزامات و اہمیت کا مفصل حوالہ	۶۱
۹	مزوروی گذارش	۲۵
۱۰	حیات سید ناصری علیہ السلام	۶۶
۱۱	تحقیق المسائل	۶۷
۱۲	اہم استفسار اور اُن کے حوالہ	۳۸
۱۳	کشف تلسیں (جلد سوم)، بسلاشت	۲۵
۱۴	ماہ جوری ۲۳۹۰	۳۲
۱۵	تنقید و تصریح	۳۰

حکمت و موعظت

سُورَةُ الْبَقَرَ كِ تَفْسِيرٌ

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ لَا

یعنی پر کتاب ڈر والوں کو راہ بناتی ہے۔ انسان کو منقی بناتی ہے۔ ہدی اور ہدایت کے متین ہیں دلالت کرنا، کسی جیزیر کا راستہ، کھاد دینا اور پتہ نہادینا۔ اس میں یہ ضرور نہیں کہ جس کو راستہ دکھایا گیا ہے

وہ اس ستر پہ پڑھ لیں۔

کوئی لہنے والا کہہ سکتا ہے کہ ہدی اس جیزیر کو کہتے ہیں کہ وہ بیان و وضاحت ہیں کہ دوسری جیزیر کو ظاہر کر دے اور فتنہ آن ایسا نہیں معلوم ہوتا بلکہ مفسرین ایک ایک آیت کی تفسیریں مختلف اور متفاہیں ادا کر لاتے ہیں جس جیزیر کا یہ حال ہو وہ کسی دوسری جیزیر کو کیا دفعہ کرے گی بیکار و خود بھی واضح نہ ہو۔ پھر اسی جیزیر کو ہدی کیسے کہہ سکتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراف ہم مفسرین پر دار ہوتا ہے کہ قرآن وہ توبہات خود ہدی ہے اور اس میں ذرا شک و استثناء نہیں۔ پھر مفسرین بھی راجح اور مرجوح کے لئے دلائل و فرقائی رکھتے ہیں۔ وہ وجہ ترجیح کو خوب جانتے ہیں۔ وجہ وجہ ترجیح سے ناواقف ہواستے کیا حق ہے کہ وہ مفسرین پر زبان طعن دراز کرے۔ یہ کمال فرقائی ہے کہ اس کا اسلوب بیان اسی طرز پر واقع ہوا ہے۔ کہ اس میں عبور و تبرکت کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کا منشاء دماغی قوی کی تقویت و تنور ہے۔

قرآن حکیم نے جہاں اپنی نسبت ہدی لِلْمُتَّقِينَ کہا ہے۔ دہاں دوسری جگہ ہدی

اللَّا سیس بھی کہا ہے۔ یعنی وہ تمام ہی نوع انسان کیلئے ہدایت ہے۔ ان دونوں باتوں میں دراصل کوئی اختلاف نہیں۔ اپنی اپنی جگہ دونوں باتیں صحیح ہیں۔ ہدی لِلْمُتَّقِینَ سے مراد یہ ہے کہ اس میں منقی اور غیر منقی دونوں شامل ہیں اور اس بجھے صرف ہدی لِلْمُتَّقِینَ۔ اس نے غیر منقی کو اس درجہ حکیم و ذلیل خیال کیا کہ اس کا ذکر ہی مناسب نہ سمجھا۔ موقع اور محل ہی یہ تھا کہ یہاں غیر منقی کا ذرا شک نہ کیا جائے۔ پس وہ احمد و ناداں بھوہدی لِلْمُتَّقِینَ پر اعتراف کیا کرتے ہیں، وہ فہم قرآن سے کو سوں دور ہیں اور اپنی جہالت و حماقت کا ثبوت دیتے ہیں۔

صفحت القوار کی حقیقت | تقوی ایک ایسی مہتمم باثنان اور جامع خصلت ہے جس نے اسکو

حصہ کریں گویا دنیا ہے جس کی خوبیاں اور بھلائیاں جمع کر لیں۔ تقویٰ اعمال صاحبِ کاظماً اور وحیانی تربیت کا ایک اعلیٰ ذریعہ ہے۔ اس کی تعریف و توصیف سے قرآن و حدیث ملوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
 وَإِنْ لَمْ تُصْدِرُواْ وَأَتَتْقُوْ إِنَّهُمْ ذَلِكُمْ
 اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً وہ بڑے
 ہیں غَرَامِ الْأُمُورِ
 کاموں ہیں کہ ہے جس کا ارادہ گرنا نہیا رے
 لے گزوری ہے۔

متنی لفظت میں اسم فاعل ہے اُنھیٰ تَقْوَىِ الْقَاءِ جو بابِ التعلیم ہے۔ وَقَائِيَةٌ کے معنی ہیں مد سے زیادہ بچاؤ کرنا اپنی منفی وہ ہے کہ جو دین کے خلاف ہیں ہیں ان سب سے پچھے گذشتہ الارکان تمام عبادات کو بجا لائے۔ سو تقویٰ کے اہل ہستہ خوف اور بچاؤ کے ہیں چنانچہ تقویٰ کے معنے یہ بیان کرنے کے ہیں:-

جَعْلُ النَّفْسِ فِي وِقَايَةِ مَمَاجَافٍ ہر اس چیز سے بچے کی کوشش کرنا جو اسکے لئے لفظ
 حَفْظُ النَّفْسِ هَمَأِيُونَ شد۔ وزیر کا باعث ہو گناہ کی جانب دھرم دینے پر دینے والی
 چیزوں سے پرہیز کرنا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک شخص نے پوچھا تقویٰ کی تعریف کیا ہے؟ جواب میں آپ نے فرمایا جب تمہارے راستے سے گذر جس میں چاروں طرف فاردار بھاؤ یاں ہوں، تو گیا کر دھمکے؟ سائل کے کہاں سو قتہ یہی کوشش یہ ہوئی کہ میں ہر تکن طریق سے اپنے دامن کو کامنوں میں الجھنے سے بچاؤ کیا اور محنت و سلامتی کے سامنے نزل مقصود تک پہنچ جاؤ۔ فرمایا یہی تقویٰ ہے۔

گویا منفی وہ ہے جو نام مصائب و آلام سے بے پرواہ ہو کر اوناں ملجنوں و درباریوں سے دامن کو بچاتا ہو اور نزل مقصود تک پہنچ جائے۔ یعنی اپنے مقصود حیات پر مرتضیٰ۔

پس ہلۃ التغین کے معنے یہ ہوئے کہ اس کتاب مقدس میں ایسی ہدایتیں اور بصیرتیں موجود ہیں جنپر عمل پیرا ہونے سے آدمی منفی بن سکتا ہے۔ اس کتاب کی تعلیم ہنری اور بالکمال انسان بنادیتی ہے۔ اور داریں کی کامیابی و فائز المراجی کی عناسم و کفیل ہے۔

اسیں تاوہی کیا ہے قرآن یا کا بوجو حصہ اس سورۃ سے پہلے نازل ہو چکا تھا اس پہل کو کے جواب اب صلاح و تقویٰ تیار ہوئے تھے، انکا شرف و مزیت تاریخ اسلام میں دیکھ لو۔ قرآنی تعلیم نے ہمابھرین اولین کو صلاح و تقویٰ اور نیکی و پرہیزگاری کیس بلندی پر بیچایا۔ پھر مدنی زندگی میں قرآن نے جو یاں مقدس گروہ تیار کیا اسکے ذرہ و تقویٰ کی گی کیفیت بھی تاریخ میں دیکھ لو۔ قرآن نے دنیلیک سامنے جو ارباب تقویٰ و طہارت پیش کئے اور

تواتر و انجیل نے متفقین کی جو جماعت تیار کی دونوں کا باہمی مقابلہ کرو اور انسانوں فتح پرستی کو منظر کھو تو نہ فواہ کسی نہ بہت ملت سے تعلق رکھتے ہوئے اختیار پکارا ٹھوک کر قرآن کے پیش کردہ ارباب صلاح و تقویٰ قدوس سے مذاہب کے متفقین میں ایسے ہیں جیسے لکنوں میں جواہر زینے اور بے شکتی آن پاک کی تعلیم ہی زیادہ تیپیزیر، موڑ اور مشیر کاتے ہیں۔

امس صد افسوس کر کر دنیا میں قرآن پاک موجود ہے گاؤں سے استفادہ کرنے والے اور اسکی تعلیم پر کلیتہ عمل پیرا ہونے والے ہیں نہیں جیسی تو قرآن دانیٰ قوم ہر طرح پست و ذلیل اور غلام و حکوم ہے۔ کاش مسلمان قرآن پیش کی رہنمائی میں آئیں اور قرآن کی تعلیم کا بہترین عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کریں۔

الرَّابطُ فِي آيَاتِ الْقُرْآنِ

(د از مولانا حکیم عطا محمد صاحب فرشتی)

عنوان بالا کے ماتحت علمائے اسلام سے ایک سالانہ الماس ہے کہ ہندوستان کے اس آخری دور میں جس قدر نئی تفہیری قرآن کریم کی شائع ہو رہی ہیں۔ اُن میں آیات اور سورے کے بائی ربط و ترتیب کا بہت بھی خیال رکھا گیا ہے۔ اور بعض علماء زمانے نے تور بلط پر تقلیل کتابیں بھی لکھی ہیں اور قرآن کریم کو بوب اور مفضل بتلا یا ہے۔ اور اس وقت جو فضلا ر قرآن دانی میں مرتع خلائق ہیں۔ انکا سبب بڑا درہ بین کمال میں خیال کیا جاتا ہے۔ کوہ آیات کے ربط اور ترتیب کے بیان میں ایک خاص اسلوب رکھتے ہیں جو کو طلباء ربی محنت سے حاصل کر لئیں اور ازالہ مذقت کے ساتھ ضبط میں لائے ہیں۔

اسکے متعلق مجھے گناہ شیر کرنا ہے۔ کہ آیا رب الایات منصوص ہے یا نہ۔ اگر منصوص نہیں تو اسے تفسیری بالا رائے توڑ کیا جائے گا جو

اور اگر منصوص ہے تو وہ نفس کوئی ہے۔ اور کون نے ربط کیا نہ پھر ہے۔ کیونکہ ایک فاضل نے اپنی اپنی تفسیر میں جداگانہ ربط بیان فرمایا ہے۔ ہم کس کو منصوص کہیں اور کس کو غیر منصوص۔

ہمارا توہین خیال ہے کہ کائنات کی دوسری خوبصورت خلوق کی طرح کلام الہی کی وضع اور اس کا اسلوب جمیں انسانی وضع اور ترتیب سے بہت بلند ہے۔ مثلاً اگر ایک باغبان اپنے باغ میں میل بوسے تو ترتیب کے ساتھ نہ لکائے تو وہ مستوجب بکوشش ہوتا ہے۔ مگر قدرت کے باغات ہر وقت میرے زیر مطالعہ ہیں۔ کہ اگر ایک سے بڑو شادا بیان میں یا پہاڑ پر ایک درخت سرو کا ہے تو ساتھ ہی زقوم یا کیکر کا ہے۔ اور اگر ایک بوٹا گلاب کا ہے۔ تو دوسرا

تاتوڑھے کا ہے اور یہاں پر کسی کو مجال نہیں ملے ہذا القیاس کلامِ ربانی کی وضع اور ترتیب بھی انسانی ترتیب اور وضد عادی سے بہت بلند اور اسکے سراء سے متعلق ہے۔

جعہ الاسلام حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحبِ حدث دہوی رحمۃ اللہ علیہ فروغیانہ بیرون فرانسیں قرآن برداشت منون بوب مفضل ساختہ اشیدہ است تاہ مطلبے ازاں دریابی یاد رفعتے مذکور شود بلکہ قرآن نامانند مجموع مکتبات فرض کی چنانکہ بادشاہیں رعایا خود بحسب اقتضائے حالِ مشال یعنی سندہ بعد دیانتے مشاہ دیگر و علیہذا القیاس تاکہ امثربیار جمع شود و سختے آن اشتراندوں کند، پھر دوسرا جگہ پر اخراج فرماتے ہیں: "ترتیبی کہ حالِ اصحابین اخراج نمودہ اند عرب آزانے دا استندا اگر ایں را باور نئے کئی قصائدِ حضرتین راتاں کن در سائل اخحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و مکاتب حضرت عزیز ابرخوان تاہیں مخفی روشن شود پس اگرخلاف طور ایشان لگتے شود بحیرت در مانند و چیزے نا آشنا بگوش ایشان رسد و فهم ایشان را مشوش سازد و نیز مقصد و نجرو افادہ است بلکہ افادہ مع الاستھنار و انکرار و ایں مخفی در غرہ رب اقویٰ دا تم است"

باہو کرم معروف بالا المحتوا اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تصریح کو بتظر غائر ملاحظہ فرماتے ہوئے جواب سے بذریعہ تمسیح الاسلام فیض بخشی فرمائی جائے اور یہاں ایہ مقصود صرف علیہ وجہ الاستقدام ہے۔

بیتِ بجهت پیشہ بجهت پیشہ بجهت پیشہ بجهت پیشہ بجهت پیشہ بجهت

باب الحدیث اسلامی زندگی کا مکمل پرگرام

و شہزادہ موسیٰ محمد ٹھا تھا۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے۔ ہم انش کے فعل و کرم سے مفت و الجماعت مسلمان ہیں مگر افسوس یہ نہیں جانتے کہ ہمارا اہل سنت والجماعت ہونا کس پاکینگی حیات کو چاہتا ہے؟ سو جانتا چاہتے کہ اہل السنۃ والجماعت نہیں لفظوں سے مرکب ہے "اہل" "تہذیب" اور "جماعت" اہل کے متنه شاعر یا مقلدین کے ہیں۔ سنت عربی میں راستہ کو کہتے ہیں اور جائز اور وش زدنگی اور طریقہ عمل کو گرامضلال حشریعت میں اس سے مراد اسوہ رسول ہے اور جماعت کے لغوی معنے گروہ ہیں مگر یہاں جماعت سے مراد جماعتی صحابہ ہے۔ بین اس تعریف و بیان کی رو سے اہل السنۃ والجماعت اس پاکی مقدس گروہ کا نام ہے جسکے تمام عنقا

عبادات، اعمالات، اخلاقی اور نیام مسائل و احکام کتاب و سنت یعنی رسوہ، دین اور صحابہ کرام کے نزدیک عمل کے متنابق ہوں۔

سنت کے مقابل لفظ "بدعت" یہ ہے۔ بدعت لغت میں نئی بات کو کہتے ہیں لیکن اصطلاح شرع میں بدعت کی تعریف یہ ہے کہ روایہ چیزوں بطور عبادت کے قریون شانش کے بعد دین میں بطور دینی کام کے روایج پذیر ہوئی ہو۔ اسکو بدعت کہتے ہیں۔ یعنی دین میں کوئی ایسی نئی بات لکھانا جو قرآن و حدیث اصحابہ کے طرز عمل اور انہر دین کے فتوؤں میں نہ ہو۔ بدعت کہلاتا ہے جنہوں کا ارشاد ہے:-

عَلَيْكُمُ الْإِسْتِيَادُ وَسُكُوتُ الْخَلْفَاءِ الْأَشْدِيدُ
بِرَاطْرِيقِهِ وَمِيرِهِ پُرِيتْ يَا فَتَّاجَ الشَّيْنُوںْ كَالْطَّرِيقَةِ
تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُودَ عَلَيْهَا يَا التَّوَاجِيدَ
اَخْتَارُكُرُوا وَرَانُ دَوْنُوںْ طَرِيقُوںْ كَوَابِعِ طَرِيقَهُوْ.
كَرْطُرُهُوْ اَنْ كُوْدَانُوںْ سَعْيُو طَرِيقُهُوْ. يَنْ يَا تُوْنَ
قَرَائِيْلَمْ وَمُحَمَّدَ تَابَتَ الْأُمُورَ فَاتَّ كُمْلَ
مُحَمَّدَ ثَقَةُ بَدْعَةٍ وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالٌ
دَابُوْدَ اوْ دَاتَ مَذَى اوْ رَابِنْ مَاجِدَ
گُراہی ہے۔

قرآن و حدیث سنت کی روایتی اور بدعت سے اختیاب کرنے کی تاکید و ہدایت سے برپیں۔ قرآن و حدیث حضور علیہ السلام کی قائم مقامی کر رہے ہیں۔ انہی دو چیزوں کی بیرونی پر فلاحت دارین کا مدار ہے۔ مگر آہم نہیں، امعاشرت میں، تعلیم و تعلیل میں اور اعتماد کوں میں قرآن و حدیث سے علیحدہ ہو گئے ہیں، دین کی اہل چیزوں کو ترک کر کے نئی نئی چیزوں کا اپنے دین میں اضافہ کر دیا ہے۔ بدعاں و خرافات میں اسرد جہہ اپنیا کشش کثریت کی پابندی کا بھولے سے بھی خیال نہیں آتا۔ پھر خدا کے نہیں بتاؤ، ہم کے فلاح یا بہ ہو سکتے ہیں اور ہمارے اہل سنت والجماعت ہونے کے کیا ملتے ہیں؟ اگر خالص حنفی مسلمان بننا چاہتے ہو تو تمام آبائی رسم و رواج اور ملایانہ بدعاں و خرافات سے اختیاب کرو اور ہر دینی و دینی امر میں اسودہ رسول اللہ کو اپنارہتا بناو۔ کائنات ارضی و سماءی نہیا رے قدموں میں ہو گی۔ ہمارے خدا کا تم سے وعدہ ہے کہ جو ہے وفا تو ہم تیرے ہیں۔ یہ جاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(۹) وَأَحْسَنُ الْحَدِيْرِ هَلَّوْيِ الْأَنْبِيَاُ (حدیث)

انبیاء کی روشن سب روشنوں سے خوب تر ہے۔

دنیا میں جنقد رانبیا علیہم السلام آئے انکی روشنی کیا تھی؟ وہ سب کے سب نوحید و رسالت علوم آخرت اور اصول سعادت میں مشغول تھے۔ وہ اصولی اور نیادی حدیث سے اسلام ہی کے دائی تھے وہ اپنی اپنی

وقتی شریعت کے ماتحت اپنی قوم کے عقائد و اعمال اور عادات والموارکی اصلاح کرتے تھے۔ بُری ہاتوں اور خدا کی نافرمانیوں سے لوگوں کو روکتے تھے اور راجحی ہاتوں کی تصحیح کرتے تھے۔ سب کے آخر میں بنی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور ایک دامنی شریعت کے ماتحت انسانیت کو ہر طرح معراجِ کمال تک پہنچا دیا۔

اس روشن کے مطابق ہماری بھی فرض ہے کہ ہم تو حید کو سمجھیں۔ اسی پر قائم ہیں شریعت کے مطابق فطری زندگی بس کریں۔ اپنے نفس کو برایوں اور گناہوں سے پاک کریں اور پھر وہ سرے لوگوں کو نیک ہاتوں کی طرف بلاں اور بری ہاتوں سے روکیں۔ امر معروف فہمی عن المکرہ فرنڈ اسلام کا فرض ہے۔ مسلمان بیانِ اسلام اور توحید کا داعی و بدعوت کا ماحی ہے۔ پس اس ارشاد رسول کے مطابق ہمیں بھی انبیاء علیہم السلام کی روشن اضیفار کرنی چاہئے۔

(۱۰) وَآشْوَفُ الْمُؤْتَ قَتْلُ الشَّدَادِ (حدیث)

شہیدوں کی موت، موت کی سب قسموں سے برگ ہے۔

اس میں کیا شکست۔ موسن کا جان و مال سب کچھ اللہ کا ہے۔ وہ اپنا جان و مال جنت کے عوض اللہ کے ہاتھ فروخت کر چکا ہے۔ اسکا فرض ہے کہ حق و حریت کی حفاظت اور ایاعت کیلئے اپنا نہیں دھن سب کچھ قربان کر دے۔ مالی اور جانی قربانی ہی صحابہ کی ترقی کا راز ہے۔ انہوں نے اس حیز کو اچھی طرح بھولیا تھا۔ انکی مالی اور جانی قربانیوں سے تاریخ کے اوراق برپہیں۔ وہ نہیں ہیں کہ اسلام پر اپنی جانیں فدا کرتے تھے اور کہتے تھے

جان دی، دی ہوئی اُمیٰ کی متنی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہو اما
وَ مُسْلَمٌ بِلَاقْوُشْ قُتُلَتْ ہے جبکہ شہیدوں کی موت ضیب ہو۔ اسکے قدر و ان تو صرف صحابی تھے۔
دیکھ اش پاک فرمائے ہیں:-

وَ لَا تَقُولُوا مِنْ يُقْتَلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کے جائیں۔ انکو مردہ
اموات بل وَ أَهْيَاءُ قَلْبَنَ لَا شَهَادَةُ لَهُمْ نہ ہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم اسکا شعور نہیں رکھتے۔

شریعت کے ثابت ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں بال فلاں مارا جاتا ہے، اسکو جان کندن کی تکلیف نہیں ہوتی اور اس کو عین دینے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسکے کر اسکا بدن بالکل پاک ہوتا ہے، اسکی بخشش و مضرہت اسکے حق میں یقینی طور پر ثابت ہے۔ اسی لئے اسکو شہید کہتے ہیں اس پرستیت کا لفظ نہیں بولا جاتا ہے۔

اصطلاح شرعی کے اعتبار سے وہ میستہ ہی کہلا سکتا ہے کہ بد ن سے روح کے جدا ہو لے کو موت کہتے ہیں۔ اور شہید میں یہ بات پائی جاتی ہے۔ اسلئے اس کمال بھی وارثوں میں تقیم ہوتا ہے۔ شہید کو جو روحانی فرجت اللہ کے راستہ میں مارے جانے کی حالت میں ہوتی ہے اُنکی حقیقت کو ہم لوگ نہیں جان سکتے اسی ولاء اللہ تعالیٰ فرمانہ ہیں کہ تم شعور نہیں رکھتے۔ عجیب ہے

کشتگان خبر تسلیم را ہر زمان از غیب جان دیگر است

دوسری جگہ اللہ پاک فرماتے ہیں:-

جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انکو مردہ گمان نہ کرو۔
بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے پروردگار کے ہاں سے روزی
دینے جاتے ہیں اور جو اللہ نے اپنے فرشت سے انکو دے
رکھا ہے اس پر خوش ہیں اور ان لوگوں کی نسبت یہ
خوبخبری سننے کے سبب خوش ہوتے ہیں جو لوگ انکے
بعد انہیں اگر شال ہنہیں ہوئے، ان پر نہ کسی طرح کا حلف
ہو گا اور زندہ علم کھا بنتے گے۔

وَلَا تَحْسِبُنَّ الَّذِينَ قُتُلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ
أَمْوَالَنَا تَاجَّبَ أَهْيَاءٌ عِنْدَ رَسَاتِهمْ
لِيَوْمٍ قُوْنَهُ فَرَاحِيْنَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ
مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبِيْشُونَ وَنَ يَالَّذِينَ لَمْ
يَلْحِقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَنْ لَا حَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

اسی بیت مبارک کی تقریر میں امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ تم ارشاد فرمانہ ہیں کہ تم
ٹھیڈوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو گئے ہیں مژده مت کرو۔ بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں۔ انکو بھی سے رزق منا شیع
ہو جاتا ہے۔ قیامت کے آنے پر موقف نہیں اور اپنے ان بھائی بندوں کی خوشی اور سخنی کی خبریں سکر جو کہ دنیا میں زندہ ہیں۔
خوش ہونے یعنی کہ الحمد للہ سہاری طرح انکو بھی خوف و غم نہ ہو گا بلکہ اتنا ضرور جانا چاہیے کہ ظاہری طور سے شہید اور غیر شہید ہونے یا
سے ملکہ ہو اور دفن ہو گیا وہ میت ہی ہے اسلئے کہ ان بھائی کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اُنکے مسلط لفظیت صریح قرآن شریعت
میں موجود ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اس زندگی کے معنے کہ اور ہیں جو کہ شہید ہیں کیلئے مانی گئی کیونکہ انکی بیویاں بالاتفاق دوسرو
نكاح میں عدت گدر نے کے بعد آتی ہیں اور انہیا کے انتقال کے بعد انکی بیویاں دوسرو نکاح میں بالاتفاق نہیں سکتیں۔
ہذا لئے درمیان کوئی ایسی چیز فاصل ہے جو دونوں کو ممتاز کرتی ہے۔ اسی لئے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ جملہ جب شہید زندہ
ہیں تو انہیا بطریق اولیٰ اپنی قبروں میں زندہ ہوں گے۔ حالاً کہ اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا کہ تم سب ان بھائیا کے گھر کے گھر کا حقیقت
رکو اور شہید کے بارہ میں فرمایا کہ انکو مژده مت کو پہنچ کر یوں کہاں میں دوںوں کو ایک دوسرا سے پر قیاس کر سکتے
ہیں۔ وغیرہ کبیرا۔

بہر حال شہید کی موت کی سب قسموں سے بہتر و بزرگ ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو نسبیت کریں۔

روحانیت فی اخلاق

سلامی الصوف

نَحْمَدُهُ حَمْدًا كَثِيرًا لِطَبَّانًا مَيْرًا كَافِيَةً الْهَمَّ صَلَّى عَلَى الْمُحَمَّدِ وَقَاتَلَهُ الْمُقْعَدَ
الْمُقْرَبَ بِعِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔ اما بعد۔

اسلام اس مذہب کا نام ہے جس پر چکران ان اپنے مقصد حیات کو بر جاتم و اسکی حامل کیے۔ یہ مذہب مفہمنے خدا نے عز وجل نے تھن اپنے لطف علیم اور فضل کریم سے ان انوں کی ہدایت کیتی ہے اپنے آخری نبی محمدؐؐ نے اللہ علیہ وسلم پر کہن کر دیا ہے۔ اسکی فایت یہ ہے کہ ان ان اس طبقے سے زندگی اب کر کے کوہ فلاج دارین کا انتہا فی دریہ و مقام اعلیٰ ان قلب او قرب و رضاۓ الہی حامل کرے۔

اب سوال یہ ہے کہ انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اس کا نسب العین کیا ہے؟ اور اسلام نے انسان کے ساتھ کوئی نسب العین رکھا ہے؟ اخلاق و روحانیت کا پہلا مرحلہ ہے جس کو سلسلے بغیر کسی مہیت پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ نیز اس سوال کی اہمیت اس وجہ سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ انسان کے ارادوں اور اسکی عملی کوششوں کا رنہ فلکی طور پر اسی منتها اور اسی معقول کی طرف ہوتا ہے جس کو اس نے اپنا نسب العین اور مطلع نظر تو سردار دیا ہے۔ نسب العین کے صحیح یا غلط ہونے پر ہی اذہنیت کی اعمی یا بری شکیں ہوئی ہے۔ اسی کے بلند پیٹت ہوتے پر انکار و تکیلات کی بندی و پستی اور اخلاق و آداب کی فضیلت و رذیلت کا اکھصار ہے اور معیشت و معاشرت کی رفت و دنارت کا دار و مدار بھی اسی چیز ہے۔ الغرض نسب العین ہی وہ سرچ لائٹ اور وہ سب سے بڑا ہادی و رہبر ہے۔ بو انسان کو غصانی خواہشات کی طلاق ہم ضریب موں اور ہمیت کی پر آشوب را ہوں سے پچاک صراحت مستقیم فاقم رکھنے کی وقت و مصلاحت بحث تابے اور انسان کی ذہنی و جسمانی قوتوں اور ہادی و روحانی وسائل و ذرائع کی کیوں اور یہ راه رو بیوں سے چھاتکہ ہے۔

انسان کا فلکی نسب العین کیا ہے؟ اپنے فلکی نسب العین کا مفہوم سمجھیجے۔ فلکی
پر دنیا میں کس مقصد کیلئے جدوجہد کرتا ہے۔ اور اسکی طبیعت کس پیڑ کی خواہش میں ہے؟ سو اسکے متعلق فرد افراد
اگر ہر ٹھیک سے پہچاہا کر تو دنیا میں کیا چاہتا ہے تو اسکے دنیا میں دو آدمی بھی لیے ہے۔ میں گے جن کے مقاصد اور
نظام خواہشات کیساں ہوں۔ ہر شخص اپنی طبیعت کے روحانی مختلف جواب دے گا۔ ہاں اتنی بات مزدوجہ

کراگر قسم انسانوں کے مقاصد اور خواہشات کا نتیجہ کیا جائے تو اس کو معلوم ہو گا کہ یہ اختلاف درحقیقت فلسفی
نصب العین میں ہیں بلکہ جن لوگوں نے جن چیزوں کو منقصہ فرمایا ہے وہ دراصل مقصود اور نصب العین ہیں ایں
بلکہ مقصود تک پہنچنے کے ذریعہ اور وسائل ہیں۔ درست مقصود اور نصب العین سب کا ایک ہی ہے اور وہ ہے ^{فہاری}
المینان قلب پر شخص خواہ کسی مرتبہ عقلي و ذہنی کاملاً کاملاً ہوا درکسی مذہب و ملت سے تعلق رکھتا ہوا سکی حد و چند اور
عینی کوششوں کا مقصود بھی ہوتا ہے کہ وہ طرح کی خوشحالی، فارغ البالی اور حیثیت خاطر حاصل کرے۔ پس ہم کہہ سکتے
ہیں کہ انسان کا فلسفی نصب العین خوشحالی اور المینان قلب ہے۔ اقوام و افراد اور دنیا کی تمام تہذیبوں کا مجموعہ
مرکز ہمیشہ ہی چیزی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

و مقبول اجتماعی نصب العین

کو دنیا کی مختلف تہذیبوں نے مختلف نصب العین پیش کئے ہیں جن میں بہت کچھ اختلافات پائے جاتے ہیں۔ ان اختلافات کو اموی حیثیت سے ہم دو قسم پر تقسیم کرتے ہیں۔

(۱)

جن تہذیبوں کی بنیاد کسی مذہبی اور دحالتی تخلیق پر قائم ہیں۔ ان کا نصب العین ہے تفوق و برتری۔ اسکے اجزاء
نیکی استیلا، کی طلب، سیاسی غلبہ، اور دولت و ثروت ہیں۔ اس تہذیب اور نصب العین کے علمبرداروں کے
ساتھ سوائے تفوق و برتری کے اور کوئی چیز نہیں ہوتی۔ اس چیز کے حصوں کیلئے وہ دلوانے بلکہ خونوار بھیر لیتے ہوتے
ہیں۔ وہ چاہئے ہیں کہ تم سب کوئی چیز جوڑ کر سب سے اگے بڑھ جائیں۔ بلکہ اگر مزورت ہو تو سب کو مار کر خود زندہ رہیں۔
ہر حال سب سے بڑھ جانے کی خواہش ان میں خطرناک صورت میں پورے طور پر جو شکن ہوتی ہے۔ عام اس سے
کرو قتل و غارت، اور فتح مالک کے ذریعہ حاصل ہو یا صفت و تجارت پر حاوی ہو جائی کی وجہ سے، یا علوم و فنون
کے اعتبار سے ہو اور یا آثارِ مدنیت و تہذیب میں شان و شکوه کے حاظے ہے عمرانی ترقی کے سب مظاہر بالآخر
تفوق و برتری بھری مفتی ہوتے ہیں۔

یہ نصب العین مغربی تہذیب اور موجودہ علوم و فنون نے پیدا کیا ہے جس نے دنیا کو ہم کو کہ اور انسانوں
خونوار بھیر لیا ہمار کامیاب ہے۔ اخلاق و رحمانیت تو ایک بہت بڑی چیز ہے اُنکل کا مذہب انسان تو انسانیت ہی کو
خلاق و بخوبی کیا ہے۔ خود پرست مذہب انسان چاہتا ہے کہ ساری دنیا کا عیش و آرام ببرے ہی حصیں آجائے اور مذہب
کو مرفق اس صنکا ماتلبے کر اسکو اپنی طلب برآری کا ایک آزاد کار بنالے۔ اسکی زبان پر اخلاق کا بار بار نام آتا ہے
مگر اس نہ کو کوئی سے دوسروں کو دھوکہ میں باال کر پہنچا غرض و مقاصد پورے کرے۔ یہ اجتماعی نصب العین فلسفی
نصب العین سے سخت ممتازات رکھتا ہے۔

ذرا غور کرو آج دنیا کی ہر قوم کے ساتے تقویٰ و برتری کا انصب العین ہے۔ وہ سب کی سب اسکے حصول کے لئے
جدوجہد کر رہی ہیں۔ دنیا میں یہ نصب العین رکھنے والی صرف ایک جماعت قوم ہے مگر اس میں بے شمار سلسلے ہیں
نصب العین رکھتی ہیں۔ اسکا لازمی تیجہ یہ ہے کہ آج قوموں میں شدید سیاسی امتحانی و برتری کی تکشیب ہے۔
تکشیب دن مسابقت، مقابر اور دراجت کے زبردست ہنگامے اور فنا دات ہوتے ہتے ہیں اور پوری دنیا اس نصب
العین کی وجہ سے شورش و اضطراب میں بستا ہے۔ اور امن و مکون، خوشحالی اور الہیان قلب محفوظ ہے۔
دنیا میں امن و مکون، خوشحالی اور الہیان قلب کیوں محفوظ ہے؟ اسکے لئے مغربی تہذیب نے انسان کے
اروگر بالف مادی یا حال پسپتگر رکھا ہے۔ ہادیت نے انسان پر پوری طرح فہرست کر لیا ہے، احادیث کی دلیل
اسکو دیوارہ بنادیا ہے اور جس مادی ترقی ہے، وہ حادیت کا کوئی حصہ نہ ہوا سے انسان کی بھی ملکیتی ہیں ہو سکتا۔
حقیقتی لذات کا حصول خالص جیوانی نصب العین ہے۔ پھر ترقی ہے، اور فدو غرضی ہے۔ اور یعنی پرستی و خود غرضی پا لائے
ان ان کو فرمے گوں اور قادر دن بناتی ہے۔ اگر یہ حق ہے کہ انسان بھلی پسوار ہلائق کا نام ہیں تو اس میں بھی کوئی
ٹکک و مشبہ نہیں کہ انسان جس ان چیزوں کے حصول سے ملکیتی ہیں ہو سکتا۔ ترقی ہے جیوانی خواہشات کی
تکشیب ہوتی ہے۔

انسان کی گمراہی کا بُنیا دی احصوں ہمیشہ ہی نصب العین رہا ہے اور مادی ترقی اور جیوانی
الہی سے بغاوت پر آمادہ کیا ہے۔ قوموں نے دین قیم اور دعوت الہی سے الکار اسی شان پر کیا ہے۔ دیکھنے سب ہوئے
علیہ اسلام سے اپنی قوم کو جب دین قیم اور فطرت کی تعلیم دی تو آپ کی قوم نے اسی نصب العین اور خالق اخلاقی
کی شان اگر کی دعوت کو روکیا جس کو قدم آن کیمی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:-
وَمَا أَرْأَيْتَ أَكَّافِيلَكَ إِلَّا لِدِينِ هُنْمَر جن لوگوں نے آپ کی پیروی کی ہے وہ ہم میں انتہا ہے
اسے اڑلنَا ہے۔

حضرت نبی علیہ السلام کی گرش و مادہ بیت قوم نے جو نظریہ دعوت الہی کے الکا کا فائدہ کی
تعاوی ہے:-

وَمَا أَرَدَكَ فِتْنَاتَ صَعْقَدَاءَ ہم آپ کو اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں۔
ایں دو لوگوں قوموں کے بخل ہیں۔ یہ خاکر روحانی تعلیم کی حامل وہی قوم ہو سکتی ہے جو مرزا الحمال اور فارغ البال
ہو۔ فلاکت زدہ قوم و جاہلی تعلیم سے مستعین نہیں ہو سکتی۔ بزرگ عیان بتوت کو متول ہو ناچاہئے۔ یہی آج بھی کہا جاتا ہے۔
کہ فلاکت زدہ قوم کا کوئی مذہب و اخلاق نہیں ہوتا۔ ہمارے اندر درہریوں کی ایک جماعت ہے جو مادی ترقی کی دلیل میں

اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال کر اگے بڑھنا پاہتی ہے اور یہ سرستید کا مشتمل تھا۔

ذکورہ بالاد دنوں قوموں کے بعد حضرت مولے علیہ السلام کی قوم کا نمبر آتا ہے۔ سندھ:-

بَنِي إِسْرَائِيلَ كَاسِرَةِ يَدِ دَارِ الْمُجْنَبِ [اس بدجنت قوم نے تو اپنے سرمایہ دارانہ نعمتیں بہاں تک

فیثیر ہے اور ہم بالدار ہیں۔ اس سے زیادہ اس قوم کا تحمل اور ذہنیت معلوم کرنے کیلئے انتخاب امیر کے اس فضہ پر خود کو
جو اسلام نے سورہ بقرہ پارہ سے آخیر کوع میں بیان کیا ہے۔

اس فضہ کی تفصیل یہ ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے سوئیں بھی صرف نعلیٰ امور کے مستظم اعلیٰ تھے۔ ملکی اسلام
سے از کا کوئی تعلق نہ تھا۔ کیونکہ نعلیٰ کام و ملکی اسلام و دین کا ہزار فراتیں ہیں۔ ان سے بنی اسرائیل نے درخواست کی
کہ ہمیں چادو فی سبیل اللہ کیلئے ایک سپاٹا رکھ کر ضرورت ہے جبکہ امارت دس کر دیں ہم غالباً ہمیں سے جگ کر سکیں
سوئیں علیہ السلام کو معالوم نہ کرو لوگ بھی اس کام کیلئے نیارہ نہیں۔ یہ لوگ مخفی ایک عارضی اور ہنگامی جوش
سے وہاڑو سفر فریشاً ہاٹھا رکھ رہے ہیں۔ اس نے آپ نے دریافت فرمایا کہ اگر نہ تھا ری اس درخواست کے مطابق ایک
امیر قریب مقرر ہو، اس نے نہیں چادو فی سبیل اللہ کی دعوت دی اور صدر کے قتل اگر ہوا تو عین وقت پر تم بھاگو گے تو
ہیں؟ انہوں نے منقص طور پر جواب دیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم جانے والے نہیں کیونکہ عبزوں نے ہمارے ملک پر
قبضہ کر لیا ہے۔ ہماری اولاد کو ہم سے جدا کر دیا گیا ہے۔ اور قویت و طہیت دنوں فنا ہو گئی ہیں۔ اگر ہم اب بھی سفر فریشی
پر نیاز نہ ہوں گے تو اور کب ہو سکے۔

بالآخر وہی موجود کا کھٹکا تھا۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ مَا أَنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ
اور ان سے ان کے بغیر کی کہا کہ اللہ نے تمہارے لئے
لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا وَقَالُوا أَنَّا يَكُونُ لَهُ مَلِكًا
طالبوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے۔ انہوں نے کہا اسکو کہا
عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ إِنَّمَا هُوَ حُكْمُ
اوپر کیوں کھومت ہو سکتی ہے۔ حالاً کہ اسکی نسبت ہم حکومت
يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ إِنَّمَا
کے زیادہ حق دار ہیں اور اسکو تو مال کی وسعت بھی نہیں
دی جی۔

بنی اسرائیل کا جیال تھا کہ حکومت و فرمانروائی کیلئے دہراً انتخاب صرف دولت ہی ہو سکتی ہے۔ ان کو اپنی
قارغ اسلامی پر بنا نہ تھا، ان کا نسب العین سرمایہ داری تھا۔ پھر جلا وہ طالوت جیسے غریب و مغلس شخص کی امارت
کو کیسے نظریں لائے۔ اس نے اعتراضات کی جو بار شروع کر دی جب کوئی قوم ایسا در قربانی سے جی چڑھتی ہے تو یونہی
باتیں بنانا اور اعتراضات کرنا شروع کر دیتی ہے۔

الغرض اقوام عالم کے ہر فرد کا مقصود حیات ہی یعنی پر رہا ہے کہ وہ دوستکار نیا قوم پر غلبہ حاصل کر لے۔ دولت، حکومت، طاقت، شان و شوکت اور دنیا بہان کے اسباب عیش و نعمت میں سب سے بڑھ جائے۔ وسائلِ ثروت پر اسکی ذات واحد کو ابھارہ مل جائے اور دوسروں کے رزق کی بخیاں بھی اسکے ہاتھ جائیں۔ اس حرص و طمع نے دنیا کو ہیئت میدان جنگ بنائے رکھا اور آج بھی ہر گھر، ہر محلہ، ہر شہر، ہر بازار وہ ہر طبق میڈا جنگ بنایا ہے اور امن والطینان ناپید ہے۔

ان تمام تفضیلات کا ماحصل یہ ہے کہ جن تہذیبوں کا نصب العین کسی نہیں در وحاظی تخلی میں نہیں و تہذیبوں دنیا کی بے چینی، بد امنی، شورش و اضطراب اور ظراحت و مصائب کا منبع ہیں، جب تک دنیا میں ان تہذیبوں کا در در و مرد ہے اور جب تک انسان کا نصف العین مادی تفوق و برتری ہے یہ دنیا کبھی رہنے کے قابل نہیں بن سکتا۔ انسان کسی مہذب نہیں بن سکتا، اور وہ کسی صورت سے بھی الطینان و فارغ البابی حاصل نہیں کر سکتا۔ اب تئیے دوسرے اجتماعی نصب العین کو خلی و فطرت کی کسوٹی پر پکھیں۔

کیا نجات ہمارا نصب العین بن سکتا ہے؟

{ جن تہذیبوں کی میعاد نہ ہی اور وحاظی زندگی کا نصب العین نجات کو فرار دیا ہے۔ اس نصب العین میں وہ روحاںی عفیر تو صدر موجود ہے، جو انسان کو سکون والطینان بخش سکتا ہے۔ لیکن اگر زیادہ گھری تلقید اور غور و فکرے دیکھا جائے تو نصب العین ایسی نصب العین نہیں کیوں اسے کہاں کو اس نصب العین میں ایک قسم کی خود غرضی چیز ہوئی ہے۔ جس کا ادارہ اک وہی لوگ کر سکتے ہیں جو بے لگ قوت تلقی کے مالک ہوں۔

وہ خود عینی ہے کہ نجات کے نصب العین میں ہر شخص بجائے خود چند خاص نہیں اعمال و انکار پر اپنی عملی جدوجہد کی بیانار لکھ کر نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اس چیز کو سامنے رکھ کر کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ ہمدرد دی نوع انسان کو اپنی طاقت زندگی کا نصب العین بنائے اور دوسروں کی راحت کیلئے بخوبی کوئی تکلیفیں ڈالے۔ یہ خیال اجتماعیت کو گمزور کر کے انفرادیت کو قوت ہمہ بینجا ناہے۔ اس نصب العین میں فرد کو جماعت کے ساتھ اشتراکِ عمل پر ابھارنے والی کوئی بھروسہ نہیں۔ یہ نصب العین ترک دنیا کی طرف بھی بیویا سکتا ہے پس اسلامی تخلی دو اس نصب العین کی بھی حریت و نا تہذیبوں کر سکتا۔

دوستکار یہ نصب العین دینی اور وحاظی نفقہ اللہ سے خواہ کتنا ہی پاکیزہ، بلدا و مقدس ہو لیکن دینوی نفقہ اللہ سے پانے اندر کوئی جاذبیت نہیں رکھتا۔ اور افراد قوم میں وہ قوت اور حوصلہ و حکمت بیانہ نہیں کرنا جو حقیقی ترقی کیلئے لازم ہے۔ الغرض یہ یہ نصب العین ترقی پسند قوم کا اجتماعی نصب العین نہیں بن سکتا۔

دنیا میں بھی دو مشمول عام اجتماعی نصب العین رہتے ہیں اور یہ دلوں مادی در وحاظی نصب العین ہی نقیب صحیح کے معیار

تاریخ و عبر

ایک لاکھ عدساں میوں صدر میں ہر امر مسلمانوں کا ہفتا بلہ

قرآن حکیم دنیا میں اسٹھا آیا تھا کہ اسے اتنے والوں میں برق و رصد کی خاصیت پیدا ہو، وہ زندگی و موت کا فلسفہ بھیں، اُن میں اپنارو قدر باتی کی وہ زبردست طاقت پیدا ہو جائے کہ جو طاقت بھی اُن سے مکارے وہ پاش پاٹ اور جانے اور انہیں تکین فی الواقع حاصل ہو۔ چنانچہ قرآن حکیم میں بار بار کہا گیا ہے کہ لوگ ایساں بال اللہ اور علی صراحت نہیں ہیں وہ ضرور کامیاب ہونگے۔ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں شاد کام و بامراہ ہوں گے اور انہیں کبھی حزن و ملال نہیں، زہو گا، صحابہ کرام کے قلب و دماغ پر یہی عقیدہ تو جاوی اور سلطہ ہو گیا تھا کہ وہ فولادی جماعت بن گئے اور آن کی آن میں قیامِ رہ و اکاسرہ کی حکومتوں کو زیر و زبر کر کے رکھ دیا۔

قرآن مقدس نے دنیا میں اگر ایک اللہ ولی جماعت تیار کی۔ اسکا واسع ارشاد تھا کہ میرے اندر اسی ہداشتیں اور بصیرتیں موجود ہیں جن پر عمل کرنے سے منقی تیار ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان ارباب تقویٰ کی اوپر خصوصیت یہ بتالا کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات غالباً پرہراؤ چیز کو مانتے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں جگہ انہوں نے کسی طریق پر بھی محسوس نہ کیا۔ چنانچہ قدر آن پاک کی تعلیم و تربیت اور رسول اللہ کی محبت و تکشی نے ایسی ہی ارباب طہارت و تقویٰ پیدا کر دیتے تھے۔ جن کا الفڑائے استیاز یہ تھا کہ بینگر کی دلیں و محبت کے رسول اللہ کے آگے جگ کے۔

قرآن کی اصطلاح میں منقی و شخص ہے جو ہر اس چیز سے پریز کرے جو اسے مقصود حیات میں رکاوٹ پیدا کرے۔ مثلاً مسلمان کا ایک مقصود حیات اس دنیا میں یہ ہے کہ وہ اعلوں بنکر رہے۔ اب منقی کافر فرض ہے کہ وہ بزرگی، عکلوی، ناکامی اور بیست خیالی کو اپنے زندگی کر آنے دے، نکلت و کثرت اور ساز و سامان دے سے وسا اپنی کے فرق و امتیاز سے بے نیاز ہو جائے اگر وہ دنیا میں صرف اکیلا بھی ہے تو جہاد فی سبیں اللہ کیلئے ساری دنیا سے مکار جائے، ہر تکلیف و مصیبیت پر غالب آئے اور اپنے مقصود حیات پر مرتے۔

اللہ تعالیٰ نے تلقین کی ایک دوسری خصوصیت اپنے کلام پاک میں یہ بتالی ہے کہ حق و حریت کی را میں اپنی جان، مال، عیش و آرام اور عزت و امیر و ہر آنہ بزرگی پر تباہی کر دے۔ اسکو صحابہ کرام نے اچھی طرح مجھے لیا تھا جبھی نوازگی ہنا کی اور مالی فرستہ بانوں سے تباہی کے اور باقی ہر سے ہونے ہیں۔

اب ذرا دل کی سکھیں کھول کر ان ارباب تقویٰ و طہارت کا ایک حیات پر درکار نامہ سنو جن کو قرآن پاک کی تعلیم و تربیت اور رسول اللہ کی محبت و تکشی نے تیار کیا۔

(۱)

دیدہ منورہ میں ایک خاص جوش پایا جا۔ ابھے، ہرگی کوچہ میں مسلمان مسلح لفڑا رہے ہیں، شہنشہ انا فتحنا سے جووم، ہائے۔ اسکے مبارکہ چہروں پر ایک قدرتی رعب و جلال ہے۔ ان کے بوس پر ایک فرد اپنے تمکھیں رہا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجید بنوی میں روشنی افراد زیہن۔ طیل القدر صاحبہ حضور کو اس طرح گھبیرے ہوئے ہیں میں شمع کو پرداز نہیں سے باہر ہزاروں مجاہدین سے گفت تیار ہیں۔ جن کے وجہ میں دم ختم اور بگوئے ہوئے ہوئے توور سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے سلسلے اگر شیری بھی آجائے تو اُسے چاہو کر رکھدیں، دیوبھی مقابل، ہونواں کا لکھ جیڑا میں اور پہاڑ بھی آگے آئے تو اسے پیس کر بھر کر دیں۔ کیوں نہ ہر یہ بدر کے فاتح ہیں، احمد کا میدان دیکھے ہوئے ہیں، انہوں نے غزوہ خندق میں پورے عرب کا مقابلہ کر کے دکھادیا تھا۔ پلے لکھ دہ ایکلے ساری دنیا سے لٹکتے ہیں۔ کس کی طاقت ہے جو اسکے سلسلے آئے۔ یہ اللہ والے اور خود رسول ﷺ کے دست مقدس پر اپنا جان و مال سب کچھ بچ کر ہیں۔ مگر ذرا ظاہری حالت اور بلسر و سامانی تو دیکھو کہ بوسیدہ کپرسے ہیں۔ بکلی کو کاٹ کر کھدیجہ والی توپیں پھیپڑے نیاموں میں گھسی ہوئی ہیں۔ اور فاقہ کشی کے آثار چہروں سے نسایاں ہیں مگر جہاد کو جا رہے ہیں اور عالم بخود میں کہہ رہتے ہیں۔

قتل ہو گئی نیری خاطرے خوشی اسکی ہے آج اترائے ہوئے ہیں مرے تھیں مرے دلے

(۲)

آخریہ جا کہاں ہے ایں یہ دیکھونا فرشتے بھی تو اسکے پہلو ہبہ شریک جگہ ہونے کیلئے پر قول رہے ہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ الجی فرار ہے ہیں اِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۗ

عرب کا ایک مشہور عیسائی سردار شریل بن عمرو غافلی خفا جبور و فی سلطنت کے ماخت نشام کے ایک حصہ پر حکومت و فرمان از وائی گر رہا تھا۔ جادی الادل شہنشہ میں جب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان و امراء کو اسلام کے دعوی خلوط ار سال فرمائے تو خارث بن عیبر کو دعوت اسلام کا خط و دیکھ شریل بن عمرو کے پاس بھی بیجا۔ یہ خط لئے ہوئے جا رہے تھے کہ بیت المقدس سے کوئی دو منزل کے فاصلہ پر مقام موت نہیں اتفاقاً حضرت حارث کی شریل بن عرد سے ملاقات ہو گئی۔ خط کے مضمون سے آگاہ ہو کر اس فرغون مراجع سردار میں ضبط و تحمل کی کہاں طاقت تھی، حضرت حارث کو شہید کر دیا۔ اور وہ گواہ بیان کرتے ہوئے جنت کو سدھا رہے

جان دی ادی ہوئی خدا کی تھی ڈھنی تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہو ا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس خادم کی بھروسی تو سخت صدمہ ہوا اور آپ نے قصاص لیئے کا تھیں

کر لیا۔ یعنی بد تکمیل شریل بن عمرو نے دین قیم کی دعوت شکرا کر اور حضرت حارث کو شہید کر کے اسلامی تواری

کو دعوت دی کروه آئے اور میرے گھنڈ کو خاک میں ٹلاکر کھدے۔ اسی داسٹے مسجد بنوی کے اندر ادھ بابر خاہ بن جمع بیں اور شام کی طرف روانہ ہونے کیلئے بے قرار نظر آتے ہیں۔

(۲۳)

سرپرہوش خاہ بن کور سول خدا سے اللہ علیہ وسلم نے حاطب کر کے فرمایا۔ تم پر زید بن حارثہ علیہ دار مققر کے جائے ہیں۔ یہ شہید ہوں تو جعفر بن ابی طالب امیرنا نے جائیں۔ یہ بھی مارے جائیں تو عبد اللہ بن رور صد امیر ہوں اور اگر یہ بھی شہید ہو جائیں، تو سلان اپنے میں سے جسے چاہیں امیر بنالیں۔

(۲۴)

یہ حضرت زید بن حارثہ کوں تھے؟ غلام، مگر ایسے غلام کر انکی غالی پر اگر ہفت قلم کی باوشاہی کیا تسدیقان کر دی جائے تو انکی عظمت و شان کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ حضرت جعفرؑ نے نہایت ادب سے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ مجھے امید زندگی کر حضور زید بن حارثہؐ کو مجبراً میرے مقرر فرمائیں گے؟ حضور اکرم ﷺ نے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جعفرؑ تم اللہ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ۔ نہیں کی جزا کرتہ ہاری بہتر سی کس بات میں ہے؟ یعنی نہیں کیا معلوم کہ اس امارت میں کوئی حکمت اور اسلامی روح کام کر رہی ہے۔ حضرت جعفرؑ نے سرماحت حرم کر دیا اور ایک غلام کی غالی پر بدال جان رہنا مند ہو گئے۔

آج دنیا میں بھروسیت و مساوات کا غلغٹا ہے اور چودھویں صدی کا ہذب انسان سائنس کے پروں پر تیز فقاری کے ساتھ اڑا جا رہا ہے لیکن ناہال بلندی کی اس پوچھی پر انہیں ہنچا جاہن انسانیت کبریٰ کے ڈنگے بختے ہیں اور یہاں اسلام لیجانا پاہنائبے۔ ذرا خور کرو آج سے کئی سدیاں پیشہ ایک ریگستانی جزیرے کا باشندہ پھر ان پڑھ، قیم، بے سر و سامان، جس کا داماغ ہر چہار طرف سے دشمنوں کے چکڑوں، گھیروں میں گمراہوا ہو۔ مساوات کا ایسا منظہ کھا جائے اور ایک ایسا اصول پیش کر جائے جیکر دس کوئی ہوا نہیں لگی۔ اللہ اللہ اسلامی مساوات کا کبسا شاندار اور انسانیت نواز منظر ہے کہ ایک عظیم طبیل غلام کے ہدستے کے پیچے بڑے بڑے ملیں القدر صحابی جمع ہیں۔

الغرض تین ہزار مجاہدین ایک لاکھ کی کثرت و طاقت کو تین تبرہ بارہ بات کرنے پڑے ہیں، سارا دہلی انہیں فی امان اللہ گئے گیلے جمع ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ایک مدد علم بنا کر حضرت زیدؑ کو عنایت فرمایا اور پہايت فرمائی۔ زیدؑ مغلل حارث بن عیینہ پر ہجہ کر سب سے پہلے وہاں کے باشندوں کو دین قیم کی دعوت دینا۔ اگر وہ اسلام قبول کریں تو فہرما مقصود در نہ خدا تعالیٰ کی تائید و نفرت کے بھروسہ پر ان سے لڑانا۔

حضور اکرم صلوات اللہ علیہ وسلم اسلامی نئکر کو وداع کی گھانٹنک رخصت فرمائے خود تشریف ہندی گئے
وہاں پہنچ کر زیب کو مزید ہدایت و تلقین فرمائی۔ زید ایں تھیں اور قہارے ساتھی مسلمانوں کو تقویٰ اور
یقین کی ہدایت رکھتا ہوں۔ خدا کا نام لے کر مکرین خلدت راہ میں اپنے اتنے وفاکی اور خیانت تک حاصل پکے عمرت
شیخ قافی، راہب اور خانقاہ نشین کو قتل دکرنا بھل دار درخت نہ کاشتا۔ اور مکان نہ ڈھانا ॥

متصرف دنیا اسلام کی امن پسندی و صلح کو شی کو نہوار کا طمعہ دیتی ہے۔ مگر یہیں دیکھی اسلام سے
پہلے دنیا میں کوئی فوجی نظام ہی نہ تھا، اس وقت کی جگہیں وحشت و بربریت کا ایک ہو لناک منتظر ہوئی تلقین بالآخر
خیر رحمت نے دنیا میں آکر فوجی نظام فتاہ کیا اور امن پسندی اور صلح کو شی کے وہ وہ رسول قائم کئے ہوئے
اسلام کا سریغور آسان سے فکر رہا ہے۔ نہ کوڑہ والا ہدایت سے اسلام کی امن پسندی کا باسانی اندازہ
لگایا جا سکتا ہے۔

جب غازیان اسلام دوسرے صحابے رخصت ہونے لگے، تو حمایہ نے بنداؤ ازے پہ دعا بید الفاطم
کہے: "بِرَفْعِ اللَّهِ عَنْكُمْ وَرَدَكُمْ سَالِمِينَ غَايَنِينَ"۔ اللہ تعالیٰ اتمیں دشمنوں سے بچائے اور سالم وظاظم
و اپس لائے۔ پس گرتام جاہریت لے آئیں کہاں کین حضرت عبد اللہ بن رواجھ نے بچائے آئیں کے کہاں تھیں ؟
خدا سے مفتر اور ایسے کشاور زخم کی دعا رانگتا ہوں جو کسی خون کے بیسا کے ہاتھ میں ہو اور وہ ایسا واد کرے
کہ جگر کے پار ہو جائے۔ پہاں نکل کر لوگ میری قبر سے گزریں تو کہیں شاہنش خازی اسلام شاہنش فرب کام
کیا یا یہ ہے وہ جہادی اسپرٹ اور دلوں جاں سپاری جس نے صحابہ کو داریں میں فائز المرام و شاد کام کیا اور جس کے
خداوں سے ہم ذلیل خلماز زندگی سر کر رہے ہیں۔

۴۵

وزراں اللہ والوں کی بے جگری، عزم وہیت اور دلوں حق کا اندازہ لگاؤ اکر غرب کا نکس ہے۔ ٹیلی میڈیا
چلپاتی دھوپ، جلی ریت، گرم ہوا اور جلسن دینے والی لوگوں۔ گرفتاری کی راہ میں مرے نے اس مقام جیزوں
سے غافل وہی پروادیں، نشہ جہادیں پورپڑے جا رہے ہیں۔ ایکرو ایسا پیشہ اور صرف و شہ قوم دنیا میں کیوں
نہ کامیاب ہوتی اور کیوں نہ غور آسان ان کے قدم پوست۔ پوادھویں حصی کا مسلمان رفتہ کے اسکا نکت
و نتاج جھنگی، اسکی عظمت و شوکت خاکیں مل گئی۔ وہ اعلیار و ادب مہادست گرفہ گئی، افلوس نے اسکی قیمت
کی بیاریں ہلاکیں اور بزدیں وہی سو سا فانی اسکے لگا کاہار بن گئی۔ اس روشنے دلے نے کوئی کہے اپنی روشنی
گیا بات ہے۔ تیرے سامنے شاہ راہ ترقی کلی ہوئی ہے اپنے اذ رنجا پیغمبر و میند اوری، عزم و توکل اور درج اثمار و فرجانی
پاس کرے اور تنفس و نتاج کا ناکہ بن جائے

سلطنت اقبال و دولت نصرت فتح و لغز اسکی نوکی گئش کے ہیں اک اشارہ پر تھا۔ آفتاب اپنی منزل پر ہجے کر گوشہ مغرب میں جا چلا، شام کی سیاہی نے ابھی دنیا پر پوری طرح اپنا نعلٹ بھی رہ جایا تھا کہ آسمان کے ستارے اپنی ننک تابی لئے ہوئے ہمگانے لگا۔ ایک طوف آسمان کے ستارے تھے اور دوسرا طوف یہ زمین کے ستارے غازیان اسلام تھے۔ جنکی روشنی پر بیان آسمان کے ستاروں کو شرمابھی تھیں اس چشمکشندی کا خلاصہ کرنے کیلئے پانچ بھروسوں دل لئے ہوئے دریک ٹالک سے نکل گیا اور مسکرا مسکرا کر جا ہیں کے نورانی ہیروں کا نظارہ رہنے لگا۔

جاہدین خدا کی حمد و شناسی گیت گانے اور روز اسے ملنے کی بیتاب تباہی ملے ہوئے چلے جا رہے تھے ایک دین اور ہمود رسید ان یہ یونیک کو حضرت زید بن حارثہؓ نے حضرت عجفرؑ سے کہا۔ لقیریاً تھا انی رات جا چکی ہے۔ اب کچھ آرام بھی کرنا چاہیے گے قائم کیلئے جگ گہرہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ بیرے خیال سے جا ہیں کو گلہم دیا جائے کہ وہ یہیں قیام کریں۔ حضرت عجفرؓ نے کہا ہے اپ کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔ با اعتماد بھی ٹھوٹی ہے۔ واقعی قیام کیلئے جگ گہرہت موزوں معلوم ہوتی ہے جنہر عبد اللہ بن رواۃؓ نے بھی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ قیام کا معاملہ ایک معمولی بات تھی حضرت زیدؓ اپنی رائے سے قیام کا حکم دے سکتے تھے تو اسلامی احکام کی پابندی ملاحظہ فرمائی کہ اس معمولی بات میں بھی اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنا ضروری سمجھا۔ بالآخر حضرت زیدؓ نے اسلامی انٹکر کو قیام کا حکم دیا اور جاہدین گھوٹے روک کر اپنی بکری کو ولیں۔

جو اھم ریتے

(اذیب، موزی صاحب)

- | | | | | |
|--|---|---|--|---|
| (۱) سچ کو جھوٹ کے ساتھ نہ لاؤ۔ (خداوند تعالیٰ) | (۲) جب تم آپسیں مقرر و قبیک کے لئے قرض کا معاملہ کرو تو اسے کو لیا کرو۔ (خداوند تعالیٰ) | (۳) زین کی پاک اور علاں جیزین کھاؤ۔ (خداوند تعالیٰ) | (۴) فتنہ قتل سے پُر شکر سخت ہے۔ (خداوند تعالیٰ) | (۵) بہترین زادراہ تقویٰ ہے۔ (خداوند تعالیٰ) |
| (۶) خراب اور فمار بہسے ہیں۔ (خداوند تعالیٰ) | (۷) کاتب کو جاہیے انصاف ملے لکھ۔ اور لکھنے سے الکارڈ کرے۔ | (۸) دو گواہ اپنے مردوں سے گواہی کیلئے بلا بیا کرو۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہوں ہیں۔ | (۹) اگر متروض تنگدرست ہو تو فراہمی نکل مہمات دینی چاہئے۔ | |

(۲۹) نیک وہ جو عجز سے فیضت و عبرت پر طے رائیں

(۳۰) قناعت ایسا مال ہے جو کم نہیں ہوتا۔

(۳۱) نیقین پورا ایمان ہے۔

(۳۲) جس سے آدمی کیلئے سب سے زیادہ نفعان وہ امر

یہ ہے کہ اسکے پاس کوئی اسلئے درجہ کا با اور یہ ہوا در

جیں وہ جاں لوٹتی ہو۔ کیونکہ عمدہ غذا پا چکا تو

صیے سے زیادہ کھا کر بیماری کا ہفت بے گا وہ شُرُّین

کیزک پر زیادہ لٹو ہو کر جلد سُھیا پہو س ہو

دھیم اُنکی بوس

جائے گا۔

(۳۳) جسم کا آرام کم کھانے پر ہے۔ (ایضاً)

(۳۴) نفس کی راحت کم گناہ پر ہے۔ (ایضاً)

(۳۵) قلب کی آسائش کم تکر پر ہے۔ (ایضاً)

(۳۶) ایک وقت میں تم ایک زمانہ کی برمی گی کرتے ہو

گر جب وہ زمانہ گز کر دے آ جاتا ہے تو وہ کو

روتے اور پچکے کی تعریف کرن لگتے ہو۔ (ایضاً)

(۳۷) بے علم عابد خدا کا میں ہے جو رات دن ایسکی

دائرہ میں پکڑ لگتا ہے اور اسکی سمجھیں بھی نہیں آتا

کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ (ایضاً)

(۳۸) اگر حکم لوگوں سے درجہ اگاہ ہو تو اسکو نلاش کر دا در

اگر وہ لوگوں کی نلاش میں ہو تو اس سے درجہ اگو۔

(فلاطون)

(۳۹) جو شخص دولت و عزت کے وقت اپنے بھائیوں کی

خاطر اور مدحیں کرتا۔ تنگی اور مغلیسی کے وقت بھائی

اسکا ساقچوڑ دیتے ہیں۔ (ایضاً)

(باقی آئندہ)

دوسرے کو یاد دلاتے۔ (ضد اولاد تعلل)

(۴۰) جب گواہ بلائے جائیں تو انکار نہ کریں۔

(۴۱) معاملات گے نوٹ رکھنے میں ایک وقت

سنگی نکیا کرو جھوٹے ہوں یا کہ بڑے (ضد اولاد تعالیٰ)

(۴۲) لوگوں کے پاس بیٹھنے اُنٹے سے مانش محبت

پیدا ہوتی ہے دحمد عربی مسلم اللہ علیہ وسلم

(۴۳) تھالف سے جدائی پیدا ہوتی ہے (ایضاً)

(۴۴) گناہ سے آدمی ذلیل ہو جاتا ہے بحق فاسد ہو جاتی

ہے بمحنت بھی زائل ہو جاتی ہے۔ (ایضاً)

(۴۵) دل غافل سے دعا قول نہیں ہوتی۔

(۴۶) دعاء بھی نافع اور بیسے ہے۔

(۴۷) زبانی سب کر ہوتا ہے۔

(۴۸) سُنْشکا چھوٹنا صدقہ ہے۔

(۴۹) محنت وہ ہے جو اپنے نفس پر سخت کر سکے۔

(۵۰) ہر ایک نعمت والے پر حمد کیا جاتا ہے۔

(۵۱) جب عقل کا مل ہو جاتی ہے تو بولنا کم ہو

جاتا ہے۔ (ابو بکر)

(۵۲) نماز میں اپنے دل کو نکاہ رکھو۔ (لفغان)

(۵۳) کھانیکے وقت گلے کا دھیان رکھو۔ (ایضاً)

(۵۴) دعیرے کے خر آنکھ کی حفاظت رکھو۔ (ایضاً)

(۵۵) مجلس میں زبان کو قابو رکھو۔ (ایضاً)

(۵۶) دو یا تین یا در کو یعنی خدا اور موت۔ (ایضاً)

(۵۷) دو باتوں کو بھول جاؤ ایک تو کسی پر احسان

دو سارا گرتے کوئی براشیں آتے۔ (لفغان)

(۵۸) بلا بین لطف پر موقوکی ہیں۔ (ابو الحسن)

رسول عربی

وَمَلِئَ الْأَرْضَ رَحْمَةً

(از نگات محمد فیروز الدین صاحب سعی منظر پروفیسر سو شیلا کالج لاہور)

اور موہنی صورت ہنگام دلادت	آنکھیں جو کنوں۔ رنگ غصب۔ پاند سا کھڑا تائب روخ روشن ہے ہوا بھگ میں اجلا
وہ آپ کی صورت ہوماہ کو جلت	وہ آن غصب۔ شان غصب۔ روپ سمجھلا (۱) وہ نور مجھے۔ وہ منیار۔ اور وہ حلال
روخ ایسا منوار پیکی پیہمی رنگت	عالم میں ہوا۔ ایک چکا چونڈ کاعالم (۲) نور شید بھی لزان ہوا دیکھا بودہ چڑھے
وہ ایسے لب لعل دی غیغے کو جلت	خون روئے عقین۔ سنی دیکھ کے سُرنی (۳) اور اُن لب لصلیں پتہسم وہ غصب کا
کا پیٹ سبھی دشمن اور ساتھی انفرت	آخنا مطلب ہے میں دلادت ہوئی اُنکی (۴) پیشانی پا ہوں کے خدا لافتح کا شیکہ
کے سامنے اُس کے کیانا ذکر کی وقحت	گھر اُن کا معشید ہوا اک ایسی ہمکے کیا عجز فردوس بری؟ بوئے سکن کیا
نطپے ہے پڑا کیوں تاڈو در ہو گفت	منظسر اے کم بخت ارے ہجر کے مائے (۵) دامن تو پکڑا میم کا لے اس کاہرا را
کرام معتقد سے تو پاکیزہ زبان کو کافور ہو آفت	کرام معتقد سے تو پاکیزہ زبان کو (۶) شاید کہ نزی روح پر رحمت کی ہو بر کھا
بیکل ہے وہ بہجت وہ موہنی صورت	منتظر ہے پیاس اترے دیدار کو مولا (۷) اک بار دکھاد اے بالطف شہانا

شیعہ کے الزامات و اہمیت کا مفصل حوالہ

دائرہ مولانا ناسیم غلام سیفی تعلیم نہایتیں،

طبع اول پر کھاپہ صدیق اکبر نے جناب فاطمہؓ ذکر خصب کر لیا۔

طبع اول پر جسے بڑا ہے۔ اول اسلئے کہ اہمیت کی کسی معترکتہ بیان خوب کا لفظ نہیں ملا بلکہ حضرات شیعوں کے ایمان کا فتنہ ہے۔ دوسرہ اسلئے کہ خصب کا اطلاق شے علوک سادو پر ہوتا ہے۔ اور باعث ذکر ابھی حضرت فاطمہؓ کی ملکیت میں نہیں آیا تھا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے مطالہ بڑک کے وقت یہ نہیں فرمایا کہ اسے ابو بکر صدیقؓ نے تم نے میرا ملوک کے باعث چھین لیا۔ اہنہا اب بجھے والیس دو۔ حضرت علیؓ نے ذکر کو منصوب فرار دیا ز حضرت عباسؓ نے اگر شیعہ دعویٰ کرتے ہیں تو ہماری کسی معترکتہ کتاب سے دکھادیں ورنہ یومِ حشر سے ڈر کر لیے ہتاؤں سے باز رائیں تاکہ عاقبت حرب ہونے سے بچ جائے۔ سوم اسیلے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو غاصب کہنا ظلم ہے کہ انہوں نے فرمان بخوبی پہل کیا جو اسلام میں فرمان صدھارا جو کتب فرقین شیعہ اور اہل اسلام میں موجود ہے۔ شیعوں کی بیانے میں ہے کہ انہیاں اس باب دینا وی در ہمؓ نازر وغیرہ کا کسی کو وارث بنا کر نہیں جلتے۔ اصول کافی صدقے میں ہے کہ علم کتاب و شریعت اور حدیث وغیرہ کا وارث بنا کر جاتے ہیں۔ نیز کتاب شیعہ لغتہ سماں شرح اصول کافی میں ہے کہ انہیاں اگرچہ زکر کے است لیکن دراں حکم زکر نہیں یعنی انہیاں کے مال کو اگرچہ ترک کہنا جائز ہے گرچہ زکر کا دشنلا درست، اس میں نہیں جل سکتا۔ اہل اسلام کی معترکتہ کتاب صحاح ستہ میں سے صحیح بخاری شریف مطبوعہ دہلی لامزٹ ولاناوسٹ ماتفرکنہ صدقہ

جب سرکار سالت پناہ کا یہ فرمان موجو دھا تو حضرت مدبیقؓ کو کیسے جائز خاک فران رسول صلیع کو پس پشت ڈال کر جناب فاطمہؓ کو ذکر پر درکر فرمیتے اور اپنے ذمۃ اللہ اور اُس کے رسول کی نارا لگتی اٹھاتے۔ حالانکہ شیعوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ جس شخص نے خلق کی رضاکو انشد کی تاریخی اور خوب کے بدراہیں طلب کیا تو انشا تعالیٰ اسکے تعریف کرنے والے کو نہیں کرنے والا بنادیتا ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب شیعہ عاصی شرح اصول کافی کتاب الایمان والکنز جزو چہارم صفحہ ۴۳۷ باب من اطائع المخلوق فی معصیۃ المخلوق۔

اب بن ادا و اسہل اور رسولؐ کے کاف۔ مان کے مقابلہ میں اگر جناب صدیقؓ اکابرؓ خلق میں سے جناب فاطمہؓ کے حیال کو تسلیم کیا تو حرب روایات ہذا مذکور کیا تھا کہ ملطیہ باقی اگر کوئی شیعہ یہ کہے کہ نہ کن ہے جناب صدیقؓ نے اسی وقت یہ روایت گھر لی ہو تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ اول تو اس مضمون کی روایتیں کافر ایسی اپنی کتابوں میں بھی ملتی

ہیں۔ دوم اسلئے کہ جناب صدیق اکبر نے یہ حدیث پڑھی تو حضرت فاطمہؓ نے نفس حدیث کا انکار نہیں کیا۔ اسی طرح جب پوری جماعت صحابہ حضور اُنحضرت علیہ السلام کے روپ پر پڑھی گئی تو کسی نے اسکا انکار نہیں کیا۔ اگر شیعہ کہیں کہ انکار کیا گیا، تو کسی ہماری اعتبر کتاب سے دکھادیں۔ مگر میرا پر دعویٰ ہے کہ تاقیامت نہیں دکھائے۔ لہذا ان کا یہ وہم ہی ظظاہر ہوا۔

اگر کوئی شیعہ کہدے کہ پھر تو کہا پڑیا گا کہ جناب فاطمہؓ حدیث درست سے لائم ہوں اور سوال بھی بے قبول ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں کوئی تعجب نہیں کہ حضرت فاطمہؓ کو یہ حدیث معلوم نہ ہو۔ کیونکہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خود رہی ہر وقت گھر میں تشریف فرار ہتھے۔ یا ہر وقت حضرت فاطمہؓ آپؐ کے ساتھ رہتیں کہ جس سے حضرت فاطمہؓ کو رائیک ہدیث معلوم ہو بلکہ یہ ہوتا کہ گھر کی بعض حدیثیں صحابہ سے مخفی رہتیں اور باہر کی بعض بیان کردہ حدیثیں گھر والوں پر مخفی رہتیں تو ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث بھی انہی حدیثوں میں سے ہو یا چو معلوم تو ہو یہیں مانی صاحبہ نے اجتنادی بنا پر تخصیص بعد تعمیم حدیث سے بھجو کر اپے آپ کوستہ تریا ہو والا کوستہ تریا ہے اور نہ ازدواج مطہرات نے تخصیص نکالی اور یہ صحاح حال اکثر وہ بھی تو وارث تھیں۔ تو معلوم ہوا کہ بشرط علم اس حدیث کے آپ کامطالہ فرک کرنا سہوا جہنمادی خدا ہو باعث قدح نہیں۔ لہذا صدیق اکبرؓ کا حدیث لا امْرُتْ وَ لَا نُؤْرُتْ مَا تُرْكَنَا صَدَقَةً کو عام رکھرہ فرک کو پردازنا مستلزم طعن ہیں۔ اور اگر شیعہ ہوا جہنمادی کے نظر ناک پڑھانے لگیں تو یہ ایک غلطی ہے کیونکہ ان کے مذہب کی غیرت کتاب اصول کافی صحت میں ہے اللہ تعالیٰ کو بھی جاہل کہنا بڑی بھاری عادات قرار دیا گیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں:-

ما عِدَ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِثْلِ الْبَدْءِ۔ لہذا حضرت فاطمہؓ کے ایک مسئلہ میں سہو پر کیوں غم کریں گے۔ اگر کوئی شیعہ کہدے کہ، بستہ جہالت نہیں تو بھی اسکی غلطی ہے کیونکہ کتاب فتح جمیل شیعہ محدث بر بد بمعنے انجام کارتے ہے علمی کئے گئے ہیں۔ یہ مولوی دلدار علی شیعہ اپنی کتاب اساس الاصول مطبع لکھنؤ ۱۹۷۳ پر بد کا یہی معنی کرتے ہیں۔ الفاظ اسکے یہیں:- اعلم ان البداء لا يتبخ ان ليقول به احد لاذنه يلهم منه ان يتصنف الباري تعالیٰ بالجهل کالا ينفع؟

لہذا شیعوں کے گھر سے بد بستہ جہالت ثابت ہو گیا۔ اگر کوئی شیعہ کہدے کہ مولوی دلدار علی نے اگرچہ بد بستہ جہالت مان لئے مگر ذات باری سے اسکی نفع بھی تو کر دی۔ میں کہتا ہوں کہ فرک نا غلط ہے ورنہ امام معصوم کا مقابر لازم آئے گا۔ کیونکہ بد کی روایت امام معصوم زعمک امام باقر سے ہے اور اسکی اللہ سے نفع کرنے والا ایک عیّ معصوم مولوی ہے جو امام کا مقابر نہیں کر سکتا لہذا یہ وہم بھجو غلط ہو گا۔

جب شیعہ مذہب میں اللہ کو جاہل کہا گیا تو اثنی عشر شیعہ حسیدہ فاطمہؓ کے ایک حدیث یا مسئلہ میں سہو پر کس مرتبے طعن کر سکتے ہیں۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو جاہل کہا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو تغیر فی صدر ۱۷۳ الفاظ یہ ہیں وائی جہنمکا

الى الشجرة۔ اور کتاب شیعہ نوح البلاغۃ جلد اول ص ۲۷۷ پر حضرت علیؑ کی اپنی زبانی اپنے مستحق غسلی اور خلا کا قول نقش کیا گیا کہ جس سے عصمت کا طبع کو سمجھی کا فوراً ہو گی۔ الفاظ اپنے ہیں۔ فاریٰ کشت فی لفظی یہ توقیف آئی اُخطیعَ وَلَا مَمْتَذِلَّا مِنْ فِقْتِيْعِ۔ یعنی میں اپنے نقش میں ظاہر کرنے سے بالآخر نہیں ہوں اور نہ اپنے نفس میں ظاہر کرنے سے بے خوف ہوں۔

تجویب شیعہ مذهب میں نہ خدا نبوی المبشر ادم علیہ السلام زادبوالائہ حضرت علیؑ لا علی دو رخاتے نجح کے تواب تمام ازدواج اور جناب امیرؑ اور حضرت عباسؑ اور حضرت صدیقؑ و باقی جماعت صحابہؓ کے مقابله میں سید فاطمہ زینت اللہ عنہا کو اسی ایک مسئلہ میں سہوا جہادی پر اگر کوئی مان لے تو شیعہ کس منہ میں طعن کر سکیں گے۔ خصوصاً اس میں کوئی قبح نہیں بلکہ ایک تواب میلے گا کیونکہ آپ کا جہتہ دنیک نیتی پر مسمی خنا۔

اور اگر کوئی شیعہ کہہ کر ہر حال دیا تو نہیں ہذا عصب ہے تو اسکے دوالہ ای جواب ہمارے پاس موجود ہیں۔ اول قہم ہتھے ہیں کہ نہیں بلکہ جناب صدیقؑ اکابرؓ نے یہی کتبہ اس کتاب مصلوں کا فی ھٹھ سلطہ و جلال الریعون ص ۹۶ اس طریقہ پر موجود ہے۔ جناب فاطمہؓ کے دو گواہ لانے پر ذکر واپس کر دیا بلکہ آئندہ کیلئے وثیقہ یا استشام بھی ساختہ لکھ دیا۔ لہذا عصب کا منشار ہی نہ ہے۔ دوسرے جواب یہ ہے کہ فرمان رسول ﷺ علیہ السلام کو مل کی بنا پر ذکر نہ دے گو اگر شیعہ عصب کہتے ہیں تو اس میں حضرت علیؑ کو یہ غاصب کہنا پڑے گا کیونکہ انہوں نے بھی تو باغ ذکر در شاب جناب فاطمہؓ کو واپس نہیں کیا۔ جیسا کہ کتاب فروغ کا نام جلد ۱۰ کتاب اوضاعہ ۹۷ طور پر مطبع نوں کشویر میں حضرت علیؑ کا بایں الفاظ ارشاد موجود ہے۔ لوہا ددت ذکر المی و وزیرہ فاطمہ علیہما السلام اذَا لَتَهْرَقَ وَأَخْتَلَ۔ یعنی اگر باغ ذکر در شاب فاطمہؓ کو واپس کر دوں تو وہ لوگ مجھے جدا ہو جائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ لئکر مجھے جدا ہو جائیگا۔ بہر حال شیعہ لوگ جس بات کا سرم جناب صدیقؑ کو فرار ہیتے تھے جناب علیؑ کوئی قرار میں دیا۔ اب فیصلہ شیعوں کے ہاتھ میں ہے کہ یا تو انہوں کا خوف دل ہیں، رمکجہاب صدیقؑ کو غاصب کہنا چوڑ دیں۔ یا پھر حضرت علیؑ کو بھی غاصب شارک کے ہیئت کے نئے دوزخ خریں گے۔

اب اگر کوئی شیعہ کہہ کر اپنے زمانہ خلافت میں جناب علیؑ نے ذکر اسلئے واپس نہیں کیا کہ مظلوم خاتم النبیوؒ بھی غلام ہے کوئونکہ عہد خلفاء رشیثہ میں نو قسم بیانیے ہی مانتے ہو کہ مظلوم رہا اور انہوں نے خلافت عصب کر لی اور بقول شاہی رشیعہ میں ڈال کر کھینچنے پھرے اور خلافت منوائی اور بیعت لے لی۔ جیسے کہ کتاب شیعہ جلال الریعون مترجم مطبع شاہی لکھنؤٹ پر قصہ رہیا ان بیان بمقابلہ شیعہ بالآخر بخوبی موجود ہے اور اگر بحضرت علیؑ کو اپنی خلافت میں بھی تم پہلے کی طرح مظلوم کیوں وہ بدلے بناؤ تو جناب یہ تو بتاتے جاؤ گہ وہ بہادر علیؑ کہ جس پر بقول شاہنبوت رسول صلیع کا دار و مدار تھا تھی کہ حضرت علیؑ کے جوان ہوتے تھے جسی کو بہوت ہی نہ تھی۔ وہ درہ نہیں کو قوڑ دینے والا علیؑ اشیرہ دا۔

کہلانے والا جار اور کراور قوت پر ورد گار والا، عصا مولی رکھنے والا، انگشتزی سلیمان رکھنے والا، اسم علم رکھنے والا اور منصب خدا رکھنے والا۔ یہی کہ تفہی شیعہ لوامح التنزیل پارہ دوم ص ۳۴۶ میں ہے کس طاک اور زمانہ میں بیدا ہوئا تھا۔ اور یہ بھی بتا۔ تے چلو کہ علیؑ تو نعمتے زماں خلافتے نہیں بھی اور اپنے زماں خلافتے میں بھی دونوں زمانوں میں مظلوم کہ کہدیا کہ اپنے زماں خلافتے میں بھی ذکر و اپس نہ دے سکا اور لوگوں سے ڈرگیا گویا اپنی خلافت پھنس جانے سے ڈرگی اور تمام وہی رسمیں بحال رکھیں جو صدیقؑ فاروقؑ اور عثمانؑ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں تھیں۔ یہی کہ کتاب شیعہ وض فروع کافی ص ۲۹ پر موجود ہے اور یہ تمہارا عقیدہ ہے کہ پہلے یعنی خلیفے کا فرستے تو بہر حال خلافتیں بھی کفریہ اور مکالمات اور رسمیں بھی کفریہ ہو گئی۔ گویا وفات رسول کے بعد خلافتے نہیں کے زمانہ میں جوقدر شوکت اور بدیر ہوا وہ کفار کہ ہوا اور علیؑ خود اپنے تابع اور ان کی رسموں پر پا بند رہا اپنی خلافت میں بھی بال برابر انکی کسی رسم کو نہ مٹ سکا بلکہ اس پر جلتا رہا اور ڈرتا رہا۔ گویا انہوں نے بقول شیعہ عَدَّ ارسُول صَلَّمَ کی خلافت کی۔ اور بقول شیعہ فتران کو تحریف کر دیا اور اسلام کو برپا دیا کیا۔ اور حضرت علیؑ نے ان کے اور اسکے مریبوں کے ڈر سے اسلام کو تباہ کیا۔ حتیٰ کہ جہاں سے چل بسا۔ مگر فران کریم پکار پیکار کر کہہ ہے کہ اسلام کو غلبہ ہو گا محمد صلیم کے غلام زمین کے وارث ہو گے۔

تو بتا وگ اسلام کو کس کے ہاتھ پر غلبہ حاصل ہوا اور کس زمانہ میں غلبہ ہوا اگر امام حسن کے زمانہ میں کہو تو غلط کیونکہ تو امیر معاویہؑ کی اطاعت قول کر لی جس سے شیعہ نہیں کی دیواریں اٹھ گئیں اور ان سے صحیح کرنی لڑاکھ ہو گئی۔ کتاب شیعہ جلال الدین مترجم مطبع شاہی کھنوجا ص ۲۴۸ سطر ۱۱۵ اور امیر معاویہؑ تمہارے زدیک کافر ہے لہذا یہ بھی مغلوبت ہوئی ذکر غلبہ ہوا امام حسنؑ کے زماں کو بھی غلبہ کا زماں نہیں کہ سکتے۔ آنکے بنی کر جو بھی بادشاہ ہوئے یا بنو امیہؑ سے ہوئے یا بنو عباس سے۔ اور یہ دونوں گروہ نہیں سے خیال سبائی میں کافر ہے۔ تو انکی بادشاہت کو بھی غلبہ اسلام نہیں کہ سکتے۔ تو بتا ای احمد کا نو منوں کے ساتھ وہ آئی میں دعویٰ نہیں کہ اسلام کس زمانہ میں پورا ہوا۔ مگر نہ امام شیعہ جمع ہوں اور عبداللہ بن سبایہ ہو دی جو باقی شیعہ خانہ جیسے کہ کتاب شیعہ رجال حقیقت میں پر چھ کر خلماں ریم کو مد بنالیں تب بھی اس کا جواب نہیں سے سکتے۔

نهذ المعلوم ہوا کہ صدیقؑ اور علیؑ دونوں نے فرمان رسول کے موافق عمل کیا کہ رسول ہمیشہ اپنے افکار و اصحاب کو دین کا وارث بنایا جاتے ہیں نہیں۔ اور امت ابن سبار کا جناب صدیقؑ پر شخص ذکر دعویٰ کرنا یعنی جھوٹ اور اپنی عاقبت حزاب کرنے کے مراد ہے۔ بزر شیعوں کا اہل اسلام کے سوال سے پچے نکلے یہ کہنا کہ علیؑ اپنی خلافت میں بھی مظلوم رہا اسی وجہ سے ذکر و اپس نہ کر سکا۔ ابھی اور بہت سے وجہ سے باطل ہے۔ اول یہ کہ اگر واقعی مظلوم تھے تو بقول شیعہ خلیفہ ثالث کوکس طاقت کے ذریعہ شہید کر کے کہیں کے باعث

جگ جبل اور صفین گرم ہوتیں ہیے کہ کتاب شیعہ حق المعقین اور و مقتدا پر ہے کہ حضرت علی نے بامداد خدا عثمان کو قتل کر دیا۔ دفعہ اسکے کہ جاب عائشہ اہمیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم امام الامم کے مقابلہ میں جنگ جبل پر وہ مظلوم کئی ہزار ہائی سنگر کھان سے نکال لائے، حضرت معاویہ کے مقابلہ میں ہزار ہائی سنگر کھان سے لائے، یا فقط ذکر وہ گیر امور و اپس کرنے میں مظلوم تھے۔

خا صکر کتاب شیعہ ہنچ العلام مطبوعہ صدر جلد دوم ص ۱۲۳ پر خود وہی مظلوم یعنی حضرت علیؑ صفین شیعہ مظلوم شیرا رہے ہیں خود شیعوں کے اس فریب کو کٹھت از بام کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں ای و اللہ لول قائم واحد اولہم طلائع الارض کلہاما بالیت ولا استوحشت۔

لہذا علوم ہو اک پیتا م شیعوں کی فریب کاری اور ایمان فروشی ہے درد حضرت علیؑ مظلوم تھے اور خدمتی غاصب تھے بلکہ بات وہی تھی کہ بنی نزدیک احصال کرنے کیلئے آتے ہیں اور وہ دارثوں کو دینیائے دینی کا دارث بنا جاسکتے ہیں۔ بلکہ دین اور روحا نیت کیلئے آتے ہیں اور اسی کا دارث بنا کر جوڑ جاتے ہیں اور انکو شیعہ علیہ السلام کا دینی احصال کرنے کیتے آتے ہیں کہس میں سفیر بے علیہ السلام کی توفیں گیا ہے۔ تو یہ ان کو مبارک ہو۔ ہم اس عقیدہ سے بری ہیں۔

ضروری گزارش

(۱) جن حضرات کی میعاد خریداری اس پر چہ کے ساتھ یا قبل ازیں ختم ہو چکی ہے۔ وہ برا کرم چند بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما دیں۔

(۲) جن حضرات کی خدمت میں رسالہ بطور نونہ خالی خدمت ہو رہا ہے۔ برا کرم وہ اپنے عنیدی سے مطلع فرما دیں۔

(۳) جن حضرات کی خدمت میں رسالہ بآمید قبولیت خالی خدمت ہو رہا ہے۔ برا کرم وہ حضرات چند بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما دیں۔ مدد و بہاداری تمام حضرات کی خدمت میں خالی خدمت اتنا ہے کہ وہ برا کرم چند بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما دیں۔ ورنہ خاموشی کی صورت کو رہنا سمجھتے ہوئے باہر ہیں کام کر رہے۔

عاجسہ علمائیں ہمیں عنہ رنجرا

حیاتیت حنفی صحری علیہ السلام

قرآن کی روشنی میں

(انسیر موذی صاحب)

درست پہلے ہم انتقام دیلوں کو پیش کرتے ہیں جو روز اُنی مرفون مخالف دہی کے لئے پیش کر سکتے ہیں۔ اسکے بعد یا ترتیب جواب دیتا جائے گا،
(بِهِلٰی دلٰلٰ) وَكُنْتَ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا إِمَادُمُتُّ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّ قَنْيَنِي كُنْتَ أَنْتَ الْمَرْقِيبُ
 عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ (سورہ مائدہ آخڑی رکوع) **ا سْتَدَالٰ**۔ اس آیت میں حضرت صلی
 علیہ السلام اقرار فرماتے ہیں کہ شیعیت پرستی کا عقیدہ میری زندگی میں نہیں پھیلا بلکہ میری توفی کے بعد پھیلا ہے اور فی زمانہ
 عیسائیوں کی شیعیت پرستی کوئی راز نہیں بلکہ ملکی ملکی بات ہے۔ تو معلوم ہوا کہ سیع نامی وفات پاگئے کیونکہ عقیدہ شیعیت ان کی
 وفات کے بعد پھیلنا تھا۔ لقد کفی الذین قالوا ان اللہ ثالث ثالثہ۔

قرآن سے توفی، لفظ توفی باب تعفل کی مصادر ہے۔ قرآن کریم میں جہاں اللہ تعالیٰ ہوا اور ذی روح محفول ہے
 ہو تو سوائے قبض روح کے اور کوئی معنے نہیں۔ مثلاً۔

- | | |
|--|---------------|
| (۱۱) والذین يتوهون منكم | د بقرہ ۴ |
| (۱۲) توفنا ملائكة | د آل عمران ۴۰ |
| (۱۳) حتى يتوفى الموت | د نار ۴ |
| (۱۴) ان الذين توفهم الملائكة | د نار ۴۲ |
| (۱۵) ي توفى الانفس حين موتها | د زمر ۵ |
| (۱۶) ومنكم من يتوفي | د رومیون ۴ |
| (۱۷) نتوفيناك | د رومیون ۸ |
| (۱۸) فليقيط اذا توفهم الملائكة | د محمد ۳ |
| (۱۹) يتوفى الذين كفروا والملائكة | د النفال ۴ |
| (۲۰) يتوفى كلما باالليل | د الغامع ۱۰ |
| (۲۱) ولكن اعبد الله الذي يتوفى كلما دعوه آخر | د معاعد ۴ |
| (۲۲) دیونس ۵ | |
| (۲۳) توفنی مسلماً | د يوسف ۱۱ |
| (۲۴) توفهم الملائكة د مرتبہ | د سحل ۴۹ |
| (۲۵) ثم يتوفهم | د دخل ۹ |

احادیث کی روشی میں توفی کے معنے

(۱) عن ابن عباس انه يجاء بوجل من امتحاني فيوخذ به مذات الشمال فاقول يا رب اصحابي فيقال انت لاتدرى ما احد ثم ال بعدك فاقول لما عبد الصالح وكنت على حكم شهريًّا مأذمت فيه فلم أتوفى لكنت انت الرقيب عليهم فيقال ان هؤلاء لم يزالوا من ندرين على اعقابي بخدمتهم فارقتهم وبحارى كتاب التفسير ترجمة سخريت على الله عليه وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت کے پچ لوگ دوزخ کی طرف یا جائے جائیں گے تو میں کہوں گا یہ تو میرے صحابہ ہیں جواب میں گا تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کچھ کیا اسوقت میں وہی کہوں گا جو ارش نقلے کے صاحب بندے علیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا کہ میں ان کا اسی وقت تک نگران چاہتے تک کہ میں ان میں خدا در جب تو نے مجھے دفاتر دے دی تو وہی ان کا نگہبان خوا۔

روجیہ، اس حدیث سے صاف تینجا لکھا کہ حضرت مسیح کی توفی کی صورت وہی ہے جو سخريت على الله عليه وسلم کی توفی کی ہے ورنہ آپ کا یہ فرمانا فاقول کا قال درست نہیں رہتا (نعمہ بالله) توفی کے معنے احادیث شے۔ ما توفی اللہ عزوجل بسی اقتطع الدفن حيث یقبض روحہ (ذكر العمال جلد ۹ ص ۱۹۱)

(۲) قال انه سيكون من ذالك ما شا اللہ عزوجل ببعث اللہ رحمه طيبة فینتوفي كل من كان قلبه مثقال حبة من خردل من ايمان فيبقى من لا خير فيه فيرجعون الى دين اباائهم (تفیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۳۸۴)

(۳) عن النبي صلى الله عليه وسلم قال المتوفى عذراً و جهالاً ليس المغضف إلا من الشياطين مستند امام احمد حبیل جلد ۶ ص ۲۷۵ ره، عن عائشہ ان النبي صلى الله عليه وسلم بکی و بکی اصحابہ حين توفی سعد بن معاذ الى اخراً روا ابن حمیہ (کنز العمال جلد ۲ ص ۲۷۵) ان رسول الله صلى الله عليه وسلم کان اذا شتکی ل نفسه ينفتح على نفسه بالمعوذات ایم بخاری جلد ۶ ص ۲۷۴ ره، ان عائشہ زوج النبي صلى الله عليه وسلم قالت رعیت ثلاثة اقماً يقطن في جهنم فقصصت روایتی على این نا لصدیق قالت فلما توفی رسول الله صلى الله عليه وسلم ودفن في بيته قال

طابوبکرہذااحد اقتدارک و هو خیر مؤٹلامام مالک جلد اص ۱۲ مطبوعم مصر
 (۴) عن ام سلمہ قالت والذی توفي لغسہ یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما توفي حتی
 كانت اکثر صلاتة قاعد الا المکتبہ دمسندا مام احمد جل ۶ صفت) (۵) عن عائشہ
 انها قالت ان ابابکر قال لها يا بنتی يوم توفي رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما نم -
 دمسندا احمد جل ۶ صفت) (۶) عن عبد اللہ قال سمعت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ
 يقول الطحہ بن عبد الامالی ارافک قد شفت واعبرت متن تو فی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم دمسندا احمد جل ۶ صفت) (۷) عن عثمان ان رجالاً من اصحاب النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم حين توفي رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حزن لفاظه حتی کاد بعضهم
 یوسوس وکن مخہم فقتل لابی بکر توفي اللہ نبیہ انم رکن العمال جل ۶ صفت)

عرف عام۔ قرآن افسوسیت کے علاوہ اگر عرف عام کو سی دیکھا جائے تو بھی متوفی کے معنیت کے ہی
 جوستے ہیں مثال کے طور پر امری کے رجڑا اور دیگر فاتر کو دیکھ لوا اور جنازہ کی دعا میں ومن توفیتہ منافقوہ
 علی الایمان اور جس کو توہین سے وفات دے تو ایمان پر ہی وفات دے۔ (تو فی کے معنے لفظ ہی)
 توفی اللہ صراحت ای قبض روحہ پر کہا ہے۔ توفي فلان وتوفی اللہ اہ رکۃ الوفات رپا لیا اسکو
 موت نے، اساس البلاغ جلد ۶ صفت) -

توفی الموت وتوفی اللہ قبض روحہ پر کہا ہے قاموس جلد ۶ صفت) توفی اللہ عز وجل
 اذا قبض نفسه تاج العروس الوفات المیت، الوفات الموت وتوفي فلان وتوفی
 اللہ اذا قبض نفسه وفي العصام اذا قبض روحہ لسان العرب جلد ۶ صفت) متوفی
 وفات یا فناء رہو انتقال کردہ شدہ جہاں سے گزرا ہو، فرنگ آصفیہ جلد ۶ صفت) بعض زانیم میں توفي کے معنے
 بھی یہ کہ ہیں اور اس کا مطلب بھی موت وینا ہے (فرنگ آصفیہ)

(توفي کا مادہ) کلیات ابوالبقاء جلد ۱۲۹ پر کہا ہے المتوفی الاماتہ و قبض الروح و علیہ الاستعمال
 العامہ وال فعل من الوفات توفي على مال المریسم فاعله لان الانسان لا يتو في نفسه فالمتوفی
 هو اللہ تعالیٰ واحد من الملائکة و شاید هو المتوفی یعنی توفي کے معنے مارنے اور روح قبض کرنے کے
 ہیں اور عام لوگوں کا استعمال اسی معنے پر ہے اور استحقاق اس کا وفات ہے۔ توفي بھجوں استعمال کیا جاتا
 ہے کیونکہ انسان اپنی جان کو خود نہیں قبض کرتا۔ کیوں کہ مارنے والا اللہ تعالیٰ ہے یا کوئی س کافر نہ ہے۔ اور انسان وہ ہے
 جس کو موت دی جاتی ہے۔

تو فی کیلے الْعَالَمِ اسْتَهْنَارٌ۔ جو کہ ممتاز دفعہ جگہ میں تو فی اب تقبلی ہے ہے اور اللہ تعالیٰ افاعل ہے اور ذی روح مفعول۔ یعنی حضرت علیہ السلام مفعول ہیں۔ اسلئے حضرت سیع موعود علیہ السلام نے ایسی صورت میں تو فی کے معنے سوائے قبضنے روح کے دکھانے والے کیلے ایکہ زار و پیہ الگام مقرر فریا ہے۔ مگر آج تک کوئی مردمیاں نہیں بنا جو الگام حاصل کرتا اور نہ ہی ہو گا انشا اللہ تعالیٰ۔

تفاسیر کی رو سے تو فی کے معنے۔ تفسیر خازن جلد اٹھتے پر ہے المرا د بال توفی حقیقتہ الموت (۱)، تفسیر بکر جلد ۴ ص ۲۷ پر لکھا ہے متوفیک کے معنے ہیں۔ ان مقام عمر ک خینہ ندا تو فک فلا ترکهم حقیقتی بقیلوک۔ (۲)، تفسیر دمشور جلد ۴ ص ۳۶ پر طبع صحری لکھا ہے اخر ج این جمایرہ وابن المذہب ابن ابی حاتم من طریق علی عن ابن عباس فی قوله این متوفیک يقول این میتیک یعنی ابن عباس متوفیک کے معنے مارنے والا کرتے تھے۔ (۳)، تفسیر فتح البیان جلد ۳ ص ۲۸ پر لکھا ہے فاما توفیتی کہنے قبیل هذا یدل علی ان اللہ سماویہ تفاهہ قبل ان یہ فتحہ یعنی مدارک اعلانیے یعنی کو اعلانیے سے پہلے وفات دیدی تھی۔ (۴)، تفسیر کثاف جلد اٹھتے پر متوفیک کے معنے کہ ہیں و میتیک حتف اندھ ک یعنی طبعی موتنے مارنے والا ہوں۔ (۵) تفسیر مدارک بر عاشیہ خازن جلد اٹھتے ایضاً

تفسیر رسیداً محمد خان صاحب جلد ۲ ص ۵۵ پھر جب تو نے محاکو فوت کیا تو تو ہی ان پر نگہبان تھا۔

(۶)، تفسیر فتح البیان جلد ۲ ص ۹۷ پر ہے زیر آشت متوفیک قال ابو زید منوہیات قابضک والمعنی کما قال فی الکشاف اس نے بھی کشاف کے معنوں کو قبول کیا ہے اور وہ گذر پکے ہیں۔ (۷)، تاج التفاسیر جلد اٹھتے زیر آشت یتوفون منکم بفتح ۱۳۰۱ ای یموقنون منکم۔ (۸)، سراج التفاسیر جلد ۱ ص ۱۳۵ یتوفون ای یموقنون۔ فتح البیان جلد اٹھتے یتوفون منکم والمعنی الذین یموقنون۔ مجمع البیان جلد اٹھتے یتوفون منکماً یقیناً یتوفون و یموقنون دعا الاسرار جلد اٹھتے یتوفون لوہا و دھماکہم توجہہ القرآن تفسیر عبد اللہ چکٹھ الوی مہت و الذین یتوفون منکم۔ اور جو لوگ مریاہیں تم میں سے۔ روح البیان جلد اٹھتے ۲۲۷ والذین یتوفون منکماً یموقنون و یتقبض ارواحہم بالموت فتح البیان جلد ۸ ص ۱۴۰ اللہ یتوفی الانفس حين موتها ای یتقبض الانفس حين موتها ای یتقبض الانوار احتمالاً حضور اجالها فتح البیان جلد ۵ ص ۱۲۲ الذین یتوفون ماری یتقبض ارواحہم روح المعانی جلد ۹ ص ۱۷۷ و منکم من یتوفی ای منکم من یموقن قبل بلوغ الاشد روح البیان جلد ۳ ص ۲۶۷ اللہ یتوفی الانفس حين موتها ای قال تفاهہ اللہ قبض ما وحہ کافی القاموس و معنی الدینہ یتقبض اللہ الارواح الانسانیہ من الابدان

روح البیان جلد ۳ ص ۲۵۷ یتوہنکھ ملک الموت قال فی الصحاح توفیہ اللہ قبض روحہ و
والوفات الموت روح البیان جلد ۳ ص ۲۵۸ و منکم من یتوفی یقینی روحہ و بیوت روح
البیان جلد ۳ ص ۲۶۹ او بتوفینک اگر بیرایم ترا پیش از ظہور آن عذاب۔ روح البیان جلد ۴ ص ۱۲۷ تقویم
المثلکة ای یقینی ارواحهم ملک الموت واعوانہ روح البیان جلد ۴ ص ۱۵۵ او بتوفینک
ای یقینی روحک الظاهرۃ قبل ارائۃ ذالک روح البیان جلد ۴ ص ۱۴۴ و منکم من یتوفی
ای یقینی روحہ و بیوت بعد بلوغ الاشد او قبله وال توفی عبارۃ عن الموت
و توفیہ اللہ قبض روحہ روح البیان جلد ۴ ص ۲۱۲ توفی مسلم ای اقضیی الیت مخلصا
بتوحید ک انوار التنزیل توفی مسلم اقضیی رفسنیں کو غلی لگی ہے، فی البیان جلد ۴ ص ۲۹۷ زیر
آیت متواتر کے وہی وہیما احتیاج المفسرون الی تاویل الوفات بما ذکر لآن الصیحہ ان اللہ
تعالیٰ رفعہ الی السماء من غیر وفات نمارجھہ کثیر من المفسین و اختارہ ابن جریر
الطبری و وجہ ذالک انه قد صع فی الاخبار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نزوہ و قتلہ
المجال۔

یعنی کہتے ہیں کہ مفسرین نے بودفاتے عیسیٰ کی تاویلیں کی ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حدیثوں میں آئی
تے نزول کا لفظ دیکھا اور اسکے قفل دجال کا حال پڑھا۔ حالانکہ نزول سے آسمان پر جانا اور قتل دجال کے
ذکر سے بعینہ ان کا زندہ رہنا ثابت ہیں ہوتا۔ (پاکٹ بک احمدی ص ۲۹۷ تک)
حضرت احمد دلائل سے مرزاںی وفات سیع ثابت کر سکتے ہیں وہ سب درج کردیتے ہیں۔ یہ وہ موارد ہے
جس کو صرف دھوکہ دہی کیلئے پیش کیا جا سکتا ہے۔

الجواب وهو الملمح للصواب۔ مرزاںی صاحبان نے اپنی مطلب برآری کیلئے سخت تحریف
کی ہے۔ میں آیت کا اول ترجمہ وہ بھی ایک مرزاںی کا ترجمہ عرض کرتا ہوں۔ پھر نمبر وار سب با توں کا جواب عرض
کروں گا۔ الفاظ آپ لوگوں پر ہر ہاستہ ہے۔

ترجمہ: "اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں خدا۔ پھر حرب تو نے مجھے وفات دیدی تو تو
ان پر گھیان خدا اور توہر حیز پر گواہ ہے" (د محمد علی لاہوری)

اول پر بتا دکھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کب سے کب تک عیسایوں میں رہے اور کب وفات پائی۔ اور
کہاں دفن ہوئے۔ اور عیسایوں میں شرک کب سے پھیلا۔ شیکھیک نہاریت بتاؤ۔ اور سیع سے خداوند تعالیٰ
کے سوالات کیا کچھ ہو گئے اور جوابات کیا کچھ۔ تاکہ آپکے سچ اور جھوٹ میں تبیہ ہو سکے۔

(قرآن کریم سے توفی) توفی کا مادہ و فاہیے۔ اور قادہ مقررہ مسلم ہے کہ ماذ کا معنی ماذ کے تمام گردانوں میں معتبر ہوتا ہے۔ گواہی صورت میں اور صیغہ مختلف ہوں۔ پس اگر توفی کا معنی وفا کو جوڑ کر لیا جائے تو یقینی نہیں ہو گا۔ اسوا مکار کے موضوع رکے بعض اجزاء کو الگ کر دینے سے کل اسی تخلیہ لازم آتا ہے۔ نہیں تو باوجود انتقام جوڑ کے کل کا تحقیق چاہئے۔ امام رازی لکھتے ہیں ان التوفی ہوا القبض یقان و فانی فلاں دراہی واوفانی و توفیتہامن کا بیان سلم فلاں دراہی المیۃ و سلمت منہ و قربیون ایماناً توفی بمعنی استوفی رتفییر کیر جلد ۲ ص ۵۵ نزہہ۔ توفی کے معنے قبض کرنے کے ہیں۔ جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ وفانی فلاں دراہی یعنی فلاں شخص نے نیرے دراہم پورے پورے دیا ہے۔

لہذا جس جگہ جو توفی کے معنے قبض اور استیفار دا خدا شیخ و افیاء کے علاوہ موت یا نیندا درگشی وغیرہ کا ایک دو سب عیازی معنے ہوئے گی کیونکہ توفی اطلاق ان معنوں میں بحاظ استیفار کے ہے لیکن لفظ توفی اصل میں ان معنوں کے لئے وضع نہیں کیا گیا بلکہ معنی استیفار کی مناسبت سے ان معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ توفی بمعنے وفا کیلئے قرآن کریم کی آیتیں لاحظہ ہوں۔ مثلاً۔

۱۴۵) وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِذَا أَعْاهَدْتُمْ	پ ۱۴	۱۴۶) وَأَوْفُوا بِالْمَكْيَالِ وَالْمِيزَانِ	پ ۱۴
۱۴۷) وَأَنْلَوْفُونَ حِمْرَنِصِبِّهِمْ	پ ۱۴	۱۴۸) وَمَا تَنَقَّلُوا مِنْ خَيْرٍ يُوْفِي اللَّّٰهُمَّ	پ ۱۴
۱۴۹) وَإِنَّ أَوْفَ الْكَيْلِ	پ ۱۴	۱۵۰) شَمَّرْتُ وَنِي كُلَّ نَفْسٍ مَا كَسِبَتْ	پ ۱۴
۱۵۰) الَّذِينَ يَوْفُونَ بِعَهْدِ اللَّّٰهِ	پ ۱۴	۱۵۱) وَوَفَيْتَ كُلَّ نَفْسٍ مَا كَسِبَتْ	پ ۱۴
۱۵۱) وَأَوْفُوا بِعَهْدَ اللَّّٰهِ إِذَا أَعْاهَدْتُمْ	پ ۱۴	۱۵۲) فَيُوْرِيْهُمَا جُوْرَهُمْ	پ ۱۴
۱۵۲) وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ (کر)، وَأَوْفُوا الْكَيْلِ	پ ۱۴	۱۵۳) بِلِّيْلٍ مِنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ وَأَتَقْ	پ ۱۴
۱۵۳) وَالْيَوْمَوْنَ ذُورَهُمْ	پ ۱۴	۱۵۴) شَمَّرْتُ وَنِي كُلَّ نَفْسٍ مَا كَسِبَتْ	پ ۱۴
۱۵۴) يَوْمَئِنَ يَوْبِهِمَا اللَّّٰهُ	پ ۱۴	۱۵۵) وَأَنْمَلَّوْفُونَ أَجُوْرَكُمْ بِيَوْمِ الْقِيَمَةِ	پ ۱۴
۱۵۵) فَوْهَ حَسَابَهِ	پ ۱۴	۱۵۶) فَيُوْبِحُمَا جُوْرَهُمْ	پ ۱۴
۱۵۶) وَأَوْفُوا الْكَيْلِ	پ ۱۴	۱۵۷) وَأَنْلَوْفُونَ بِالْعَقُودِ	پ ۱۴
۱۵۷) لِيُوْفِيْهُمَا جُوْرَهُمْ	پ ۱۴	۱۵۸) هَوَالَّذِي يَتَوَفَّكُمْ بِاللَّيلِ	پ ۱۴
۱۵۸) إِنَّمَا يَوْفِي الصَّابِرُونَ أَجُوْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ	پ ۱۴	۱۵۹) وَأَوْفُوا الْكَيْلِ وَالْمِيزَانِ	پ ۱۴
(۱۵۹) وَوَفَيْتَ كُلَّ نَفْسٍ مَا كَسِبَتْ	پ ۱۴	۱۶۰) وَمِنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ	پ ۱۴
۱۶۱) هَوْفَ الْيَهْمَأْعَالَمَ	پ ۱۴	۱۶۲) وَرَبُّ الْيَمَأْعَالَمَ	پ ۱۴

پت غ	د) (۳۰) ولیو فیهم اعمالہم
پت غ	ر) (۳۱) وَمَنْ أَوْفَى بِعِهْدِ اللَّهِ
پت غ	ر) (۳۲) وَابْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَى

كتب احادیث سے

(۱) وفي الحديث فمررت بقوم تفرض شفاعة كلما قرأت وفت اى نعمت وطالع دلائل العرب
حدیث میں آئی ہے کہ میں روز خوبی کی ایک قوم پر گزر جنکے ہونٹ کے جاتے تھے جب کافی جاتے تھے پھر یورپے ہو جاتے تھے
(۲) وعن زید بن ارقم عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَا وَعَدَ الرَّجُلَ إِخْرَاجًا وَمَنْ يَنْتَهِ إِنْ يَنْفَعْ فَلَم
یف وَلَمْ یجُنَّ للْيَعَادِ فَلَا إِشْمَاعٌ عَلَيْهِ رواه ابو داود والترمذی مشکوٰۃ باب الوعد ص ۲۷ مطبوعہ
اصح المطابع دھلے۔

توفی کے معنے لغت سے

(۱) التوفاة و توفاة الله داساس البلاغہ
(۲) توفیت المال واستوفیته اذا اخذته الكل رسان العرب
(۳) ومن المجاز توفي فلان وتوفاة الله وادركة الموت داساس البلاغہ
(۴) توفیت عبد القوم اذا عدد تمهم كلهم رسان العرب جلد ۲
۵) ان بد الا ددوا اليوم من احد ولا تو فهم قریش في العدد
۶) فلم اوتناه ما سول الكیری دد بتو العینان في الجفن
اکرے لفظ اور آنکہ تفسیر ملا فلا فلاف مادہ وفا کے باب تفضل و استفعال کو ہم نہیں ذکر کتے ہیں چنانچہ علام
فیوی مصباح میں فرماتے ہیں توفیتہ واستوفیتہ ترجمہ توفيته اور استوفیتہ ہم سمجھتے ہیں یعنی دونوں کے
معنے یہ ہیں کہ میں نے اسے پورا لے لیا ہے قریب امر کیہ لفظ قرآن کریم میں موت کے معنے سے مستعمل ہو جائے سو ہم اس
سے انکار نہیں کرے گی بلکہ معنے مستعمل فیہ اور معنے موضوع لہیں فرق ہوتا ہے۔ استعمال سے یہ لازم نہیں گی کہ لفظ میں
میں موت کیلئے وضع کیا گیا ہے اور اسکے حقیقے میں بس قبضہ روح لیکے ہیں جس قدر حادرات میں لفظ توفي ہیں جن معنوں
میں مستعمل ہو اے۔ اگر ان میں سے کسی میں بھی کوئی مدعا علم و فضل ہم کو اسکے وضعی اور حقیقی معنوں یعنی پورا پورا سے لیٹائے
دوسرے معنے ثابت کرے تو بے شک ہم بے درہم غلام ہیں۔ اس لفظ کا طلاق میں موت پر بھی صرف اسلیہ ہے کہ موت
بھی ایک قسم کی توفی ہے یعنی پوری پوری گرفت ہوتی ہے۔ نہ اس اعتبار سے کہ لفظ بمعنے موت موضوع ہے۔ چنانچہ

تفصیر بینا وی میں زیر آیت فلماتو فیتی لکھا ہے التوفی اخذ الشیعی و افیا و الموت منه یعنی توفی کے معنیوں کی جیز کو پورا پورا کے لینا اور موت اسکی ایک قسم ہے۔

اگر کوئی کہے کہ جب موت توفی کی قسم ہے تو وضعی سنتے ہوئے نہ کہ جائزی تواں کا جواب یہ ہے کہ قسم اور مقسم کی وضع ایک نہیں ہوتی۔ لہذا کوئی لفظ اپنے مفہوم کی اور اسکی اذان عرب دیکھنے موضع نہیں ہوتا۔

الغرض توفی کے جقدر محادرات واستعمالات ہیں خواہ وہ قرآن کریم میں ہیں خواہ حدیث شریف میں خواہ دو تو ایک عرب میں۔ ان سب میں اسکے وضعی اور حقیقی معنی اخراج الشیعی و افی یعنی کسی جیز کو پورا پورا لے لینا ہی مقصود ہے اور اسیں اور ظاہر ہے کہ جس لفظ کے کمی سنتے یا کمی استعمالات ہوں اسکو ایک معنی میں معنی کرنے کے مزود مزدورو کوئی فریبہ لازمی موجود ہونا چاہئے کیونکہ سلسلہ کی مراد اس وقت میں اس لفظ سے صرف یہی ایک ہے پس لفظ توفی کے ساتھ اگر موت اور اسکے لوایات کا ذکر ہو گا تو اسکے معنی موت کے ہونے گے اور اگر نہیں اور اسکے متفقیات مذکور ہوئے تو توفی کے معنی سلاسلہ بینا ہونے گے اور اگر اسکے ساتھ ذکر رفع کا ہو گا تو اس سے مراد رفع ہو گی اور اگر اسکے ساتھ درہم و دنائزہ و خبیر و اشیاء کا ذکر ہو گا تو اسکے معنی ان کا بغض کرنا ہو گے۔ اور اگر اسکے ساتھ عدد اور گنتی کا ذکر ہو گا تو اسکے معنی پورا پورا کن لینا ہو گے۔

توفی کے معنی تفاسیرے

تفصیر بینا و مترجم میں زیر آیت فلماتو فیتی لکھا ہے: ذوقیتی بالله فی الماء لقوله تعالیٰ ای تو وہیت وہ افعانک ای و التوفی اخذ الشیعی و افیا و الموت نوع منه قال الله تعالیٰ اللہ تعالیٰ
الا لہیں مونها واللی الممتت فی مناھما دینا ویا و مترجم ای و مترجم میں یہ ہے کہ خدا یا جب توفی کے اس کا
پر اٹالیا بدیں ای متوفیک و راغبک ای کیونکہ توفی کے معنی یہیں کسی جیز کو پورا پورا لے لینا اور موت اسکی ایک قسم ہے
چنانچہ خدا تعالیٰ اسے فرمایا اللہ تعالیٰ الائفن، الایتہ پڑی سزمر۔ حاصل مطلب یہ کہ لفظ توفی بحسب الواقع موت گئے
موضع نہیں ہے صرف اس کا استعمال اس نسبت سے ہو جس اور نوع میں نسبت ہو کرتی ہے موت ہے اور اسیں
اور چونکہ تعین نوع کیلئے قریبین کی حاجت پڑا کرتی ہے لہذا سلاسل عبارت میں قرآن حالیہ و مقالیہ پر فلکر کیں گے
جیسے کہ تہیم کی غاطر ہم لفظ میں پیش کرتے ہیں کیونکہ معنی متعارف مدد کیتے ہوئے موضع ہے مثلًا: رحشہم، زانو۔ اور پیرہاب
کیلئے بالاوہ صناع مختلفہ۔ تو اب ہر جگہ اسکا ایک ہی معنی نہ ہو گا اور اسکے جگہ سارے متعارف ہو گے بلکہ حسب حال
مفہوم عبارت و الفاظ عبارت کو جس معنی کے ساتھ اسکے متناسب ہو گی وہ اسکے معنی ہو گا۔ چنانچہ آیت فالنحوت
منہ اشتراحت عشرۃ عینا میں عین کے معنی پڑھنے آب ہیں کیونکہ اس جگہ استفار یعنی طلب آب اور اسجا ریعنی پاری
کا بھومنا اور مشرب یعنی پاری کی لحاظ کا ذکر ہے۔ ان قرآن حالیہ و مقالیہ نے اسے اسکے معنی پڑھنے آب کے معنوں میں تقسیم
کر دیا اور آیت میں عین حصہ میں قریب زمرة نے اس سے چند آب مراد ہونے پر دلالت کی اور آیت ام لہم اعین ہے بصر وہ ہے

و امثالہ میں قرینہ بصرارت نے جاری ہیں انکہ پر دلالت کی۔ اسی طرح جنس کو سے کسی نوع میں معین کرنے کے لئے قرینہ کی حاجت ہوتی ہے۔ دری مضمون و مفہوم میں خلل پڑتا ہے۔ پس پوچھائی متفہیک کو وہ احفک الی کے ساتھ ضم کیا سئے علیٰ علیہ السلام کی توفی بالارفع الی السماء ہوئی دمزید لفضل اپنے موقع پر آئے گی،

میرے خیال میں آیات اور احادیث اور لغات اور تفاسیر و غیرہ سب کا جواب حقیقتاً گمش ہو گیا ہے۔ شاید کوئی مرزاٹی کہے کہ حدیث ابن عباس شیعی ایک ہے امّتی کو بروز قیامت لا یا جائے گا۔ پس اسے عذاب کے فرشتے پکار دوزخ کی طرف لے چلیں گے اپس میں کوئی نکاک خدا یا بیرے اصحاب ہیں۔ پس جواب میں گا تو ہمیں جانتا کرتی رہے بعد انہوں نے کیا کچھ کیا پس میں کہوں ہمچا جیسا کہ علیہ السلام نے کہا اے ایک یہ بات۔

دوسرا الفاظ توفی باب تعلق کا مقصود ہے۔ قرآن کریم میں جہاں انحراف اور دوزخی روح معمول ہو تو سوچ قبض روح کے اور کوئی معنے نہیں۔ ان دونوں دلیلوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ سنئے۔

پہلی دلیل کا جواب تو یہ ہے کہ قالی کو بلفظ ماضی ذکر کرنا بابر حکایت ہے اس قول سے جو قرآن شریعت میں ذکر ہے پس معنے یہ ہو گے کہ۔ کہونکا میں جس طرح علیٰ علیہ السلام کی نسبت قرآن کریم میں کہا گیا ہے کہ وہ یہ کہے گا۔ ددیگر یہ کہ صحیح بخاری ہی سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس مکر قال بمعنے یہ قول ہے۔ یعنی فعل ماضی مبنی مستقبل ہے۔ قواب بتاؤ قیامت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول علیٰ علیہ السلام میں ہے ہو گا یا نہ یہ اگر ہے ہو گا تو معنے یہ ہوں گے کہ کہونکا میں جس طرح کہی گئے علیہ السلام اور اگر نیچھے ہو گا تو معنے یہ ہو گے کہ کہونکا میں جس طرح کہا ہو گا علیٰ علیہ السلام نے پس اس صورت میں حضرت علیٰ کا قول بحسبت نبی مسلم کے قول کے قیامت ہی کو زمانہ ماضی میں ہو چکا ہو گا پس قال کو ماضی کے صیغہ ذکر کرنے سے اس قول کا قیامت، سے پیشتر واقع ہونا ثابت نہ ہوا۔ ثانیاً الفاظ ماضی کو یہ قول مستقبل کے معنی میں لینا غلاف قاعدہ نہیں بلکہ یہ تو زبان کا ایک عام قاعدہ ہے کہ جس امر نہ ہو تو اسی طور پر واقع ہو جانا ہوا سکو سیفہ ماضی سے ذکر کرتے ہیں گویا اس کام کو دوسرے کی نظر میں پورا ہو جانا مقصود ہو تاکہ اسکی مثالیں قرآن شریعت اور ددیگر کتابوں میں بکثرت ہیں اور سچو یہ نکتہ زدیک اس سیستے کا نام لفظ فی الصور ہے۔ یعنی جس طرح آیت لفظ فی الصور میں لفظ فعل ماضی ہے اور معنے اسکے لفظ فعل مستقبل کے ہیں۔

یہ لفظ فعل ماضی نے مستقبل ہوا ہے ایسا مستقبل کو سب تحقیق و قوع کے لفظ ماضی سے تعبیر کرنا زبان عربی اس کا خاص ہے۔ بلکہ بر زبان میں یہ خادره عام پایا جاتا ہے۔ یہی بماری اپنی ہندی زبان میں جب کوئی کسی کو بلا تابے تو دوسرا شخص ان لفظوں میں جواب دیتا ہے۔ می آیا ہی ڈھالا کر وہ اپنی جگہ سے ہلاہی نہیں ہوتا اسی طرح جب کوئی کسی کام پر سمجھے اور سخت تاکید سے کہ جدی جاننا اور سنتا ہے تو اسی کام کے لئے اور اپنی سندھی اور سنتا ہی ظاہر کرنے کیلئے اسکو یہ کہا جاتا ہے پس جی یہ گیا اور وہ آپ۔ مالا کر وہ اسکے درستی ہے سن رہا ہے۔ یہ صرف اسلئے ہوتا ہے کہنا غالب کو اس امر

کامزور ضرور واقع ہو جائے۔ پس آیت اذ قال اللہ میں بھی صیغہ ماضی کا ذکر کرنا اسی قبیل سے ہے۔
 اسمجگر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مرزا صاحب نے اذالا وہام میں جو کچھ آیت فلاما تو فتنی کی نسبت لکھا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اذ جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو اسے منتهی ماضی کے ہوتے ہیں... اگر انہی مرا دھے تو ظاہر ہے کہ مرزا صاحب علم خواہ بھی طرح نہیں جانتے۔ مرفت سرسری طور پر چند مسائل جانتے ہیں اور اس علم کی باریکیوں سے واقع نہیں ثبوت اسکا ہے کہ اذ کے مدخول علیہ کی ماضیوت کی کوئی خصوصیت نہیں خواہ اسکا مدخول علیہ صیغہ ماضی ہو جاؤ۔
 مختار یہ لفظ بحسب الواقع متعین ماضی میں ہوتا ہے۔ میں وادی يقول المناقون والذین فی قلوبہم ماضی لاجوانہ اور کبھی مصروف عن المتعین الوضع ہو کر بیٹھنا اذ استغل ہوتا ہے۔ اگر کوئی اسکے نظر دیکھنے پا ہیگا تو دکھی میں جائیگا
 اب ہر ہی سوال کی شق ثانی یعنی ہر دینیبروں کے لفظ توفی کا آنا اور اس پر لفظ کا داخل ہونا۔ سو اسکا جواب یہ ہے کہ کلمہ کما کے ماقبل دما بعد کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ طرح اور رہ وصف اور رہ حکم میں ایک میں ہوں بلکہ بسا اوقات انکی کیفیتوں میں بہت مفارکت ہوتی ہے۔ مثلاً آیت کما بد افاؤں خلق نعمید لا رانیا، یعنی جس طرح ہم نے پہلی دفعہ سید اکر لیا تھا اسی طرح پھر دوسرا دفعہ بھی پیدا کر لیں گے۔
 لیکن اب تو معاطلہ اپنے نئیں ہے کہیں دفعہ ماں سکھی پڑت اور باپ کے لفظ سے پیدا ہوئے تھے کیا قیمت کو پھر اسی طرح پیدا ہو گئے دعاۓ اللہ یہیں اور کبھی پیدا یہیں کی مثالیت مرفت اس امر میں جتنا گنجی ہے کہ یہ دونوں یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہیں۔

جس طرح پہلی دفعہ کی پیدائش کو تم دیکھ پکے ہو۔ اسی طرح دوسرا دفعہ موت کے بعد زندہ کرنا بھی اسی خالق علیم کی قدرت سے باہر نہیں بلکہ اس میں داخل ہے۔ اگر کہا جائے کہ ہم نے ماں کا کلمہ کما کے ماقبل دما بعد کا طرح سے ایک دوسرا کا ماثل و مشارک ہونا ضروری نہیں۔ مگر جبکہ دونوں دینیبروں کے لیے ایک ہی لفظ توفی آیا ہے تو اب ہم کس دلیل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توفی کو توموت کہیں اور حضرت عیلیٰ کی توفی کو رفع آسمانی سے تعبیر کیں۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ آیت تعلم ما فی نفسی و لا اعلم ما فی دفنتك جس میں نفس و در متہ آیا ہے۔ مگر خداوند تعالیٰ پر وطن کا اطلاق ہے اسکا مبنی ذات ہے اور حضرت عیلیٰ علیہ السلام پر بخاطر نفس انسان بولا گیا ہے۔ سو اسی لحاظ سے حدیث شریف میں لفظ توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بخضہ موت اطلاق کیا گیا ہے اور حضرت علیہ السلام پر قبور اور استیوار کے مبنی میں مستعمل ہوا۔ اس آیت سے یہ استدلال کرنا کہ المت میسیحیہ زمانہ حیات سیع علیہ السلام میں گراہ اور دبے دین نہ ہو بلکہ کبھی کبھی حضرت سیع علیہ السلام پر نگران تھے۔ بلکہ المت کی گمراہی اور بیسیدی کو حضرت سیع کی دفات کا نتھان عیشہ رانا۔ ایک بدیمی بات کا انکار اور لادم نا لایزم ہے۔ حالانکہ کلام اللہ بنی اسرائیل کے گزر کی شہادت خود میں رہتے۔ اور انکی بیسیدی دامۃ حضرت سیع کی وجودی میں ظاہر کر رہتے۔ کما قال اللہ تعالیٰ فلما اخْرَجَ عِيسَى مُنَهَّمَا لِكُفَّارٍ

قال من انصاریٰ الی اللہ قال الحوادیون نحن انصار اللہ الاعزیز اما منت طائفۃ من بنی اسرائیل و
کھفت طائفۃ (الصفح)

ایک بھروسہ میا لعن الذین کفروا میں بنی اسرائیل علی لسان داؤد و عبیسی ابن حمیم ماءہ (ع)

اسی طرح انہیں مقدس میں بھی ذرفت عام بنی اسرائیل بلکہ خاص الفاس شاگردان سیعؑ کی بے ایمان اور بے اعتقادی
کی علیہ نیشہا و تین موجودہ ہیں۔ ملاحظہ ہوں حالہ جات مندرجہ ذیل ہے:-

انہیں متنی باب ۴ آیت ۳۰ و باب ۱۶ آیت ۷ و باب ۷ آیت ۲۰۔

انہیں باب ۷ آیت ۳۳ و باب ۱۶ آیت ۱۲۔

انہیں لوقا باب ۱۶ آیت ۵ و باب ۷ آیت ۵ و باب ۲۴ آیت ۲۵۔

انہیں بوجنا باب ۷ آیت ۳۳۔

جن میں حضرت سیعؑ نے کھلے طور صاف الفاظ میں ذرفت اپنے عام امیتیوں بلکہ خاص شاگردوں کو بے ایمان!
اور بد اعتقاد و باکے طلب دے سکتے ہیں۔ پس با وجود اس قدر میں ثبوت کے حضرت سیعؑ کو ان کا نگران غیرہ نہ اور انکی ایمان نہیں
کافا میں بنانا اور بروز فیاضت ان سے یہ کہا وانا کہ اے اللہ میں جب تک ان میں زندہ رہا تک تو وہ بیدین نہیں ہوتے
تھے۔ نہایت ظلم اور ایک بد بھی بات کا انکا رہت اور نیز منصب، رسالت اور فرائیں بتوت کے سارے خلاف ہے۔

کما قال اللہ تعالیٰ و ما نرسل المرسلین الا مبشرین و مذہرین (الاذفام ع)

و ما جعلناك علیہم حفیظاً و ما انت علیہم بیوکیل (الاذفام ع)

فهل علی الرسول الا البلاغ المبين والخیل ع

فَنَّ كَرَامَانَتْ مَذْكُورَ لِسْتَ عَلَيْهِمْ بِصَيْطَرِ (العاشریہ ع)

ایک مقام پر خاص شاگردان سیعؑ خود اقرار کرتے ہیں کہ وہ ماعلینا الالبلاغ المبین۔ فلا صراحتاً تمام
آیات قرآنی کا ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول کا کام مرفت اسی قدر ہے کہ وہ احکام خداوندی مخلوقات کو بہپڑا دیں۔
ملئے والوں کو اسکی رحمت کی خوشبری سنادیوں اور منکروں کو اسکے عذاب سے ڈرا دیں اور بس۔ وہ ان کے
دار و غنیمیں کر زبردستی ان سے مناویں یہیں بیہمہ مسلمانوں کا خفیہ اور یہ ہے ہمارا ایمان۔

جب یہ ثابت ہو گی کہ حضرت عیسیٰ کی موجودگی میں ہی اسے اسرا میں اکثر ان پر ایمان نہیں لائے تھا اور جو
ایمان لائے تھے وہ بھی بے اعتقاد اور ریا کا رسم الاما شارع اللہ۔ تو پھر وہ جو کچھ بھی حسابی اور تبدیلی خطا یہ دینی میں بیدار دیں
کوئی بعدی بات نہیں ہے۔ پھر جلا حضرت سیعؑ اس قدر جانتے ہوئے اور اپنے فرائض کو بیچاتے ہوئے کیوں کر در بار للہ علیم
میں عرض کر سکتے ہیں کہ اے اللہ جب تک میں ان میں زندہ رہا تک تو وہ بیدین نہیں ہوئے تھے۔ فاهم و تدبر۔

ہاں آئیت کلام اللہ و نکت علیہم شہید امام دامت فیہم کامطلب ہی ہو سکتا ہے کہ جب تک میں ان میں بین ایکی کر تو تو نکو دیکھتا ہا کہ کون کون راہ حق اور صراط مستقیم پر چل رہے ہیں اور کون کون بنے اعتماد اور بیان کار بن رہے ہیں اور اسکے حسب حال انکو زمی اور گرمی سے حندا کا کلام سنا تارہا اور ہی وہ امر ہے جسکی حضرت علیؑ بروز خشر بردار العالیین میں شہادت دیگئے اور یہ شہادت صرف تبلیغ احکام خداوندی کیلئے ہو گئی نہ اسکے ایمان اور بداعتمادی کی ذمہ داری کے متعلق جیسا کہ کلام اللہ میں بتا ام انبیاء علیہم السلام کی اس شہادت کی باہت بیان آچکھے کہ فیکیت اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنا باك على هؤلاء شهیدین ۱۔

اور حضرت علیؑ کی باہت خاص طور پر مذکور ہے ویوم الغنیمة یکون علیہم شہید اپس ماسوی تبلیغ احکام خداوندی کے حضرت علیؑ کو اور کسی بات سے سروکار نہیں اور امت کی دینداری کی ذمہ داری نہ اگلے ناتام انبیاء علیہم السلام کے سر ہوئی تھے حضرت علیؑ کے سر ہو سکتی ہے بلکہ اس کام کا ذمہ دار تو خداوند تعالیٰ ہی ہے کماں القرآن اذل لائقہ می من احبت و لکی الله بهدی من یشاء اخ ۲۔

اسی طرح انہیں میں حضرت علیؑ سچ خود ہی اپنے آسمان پر جانے سے پہلے فرماتے ہیں "اے قدوس باب پانچ اس نام و سید ہے جو تو نے مجھے سختا ہے اگلی حفاظت کرتا کہ وہ ہماری طرح ایک ہوں جب تک اسکے ساتھ رہا میں نے تیرے اس نام کے وسیدے سے جو تو نے مجھے سختا ہے اگلی حفاظت کی انکو نیڑا نام پاک لیکر سنا تارہا اور اسی طرح میں نے انکی گھبائی کی اور ہلاکت کے فرزند کے سوا ان میں سے کوئی ہلاک نہ ہوا تاکہ کتاب مقدس کا کھا پورا ہو لیکن اب میں تیرے پاس آتا ہوں اور یہ باتیں دنیا میں کہتا ہوں تاکہ میری خوشی انہیں پوری پوری حاصل ہو جیں سنے تیرا کلام انہیں پہنچا دیا" لاظہ ہو انہیں یو ہنا باب ۷ آیت ۱۱۔

نیڑا بھی امت کے حالات سے واقع ہونے کیلئے بھی کامک درمیان زندہ موجود رہنا ضروری نہیں ہے اور نہ شہادت دینے کیلئے اسکی کوئی شرط قرآن میں ہے فیکیت اذا جئنا امانت محمد یہ پہلے نبیوں کی تبلیغ بر قیامت کے روز گواہی دے گی ردیکو شکوہ، مگر اس امت کا زمانہ پہلے نبیوں کے زمانے سے بہت بیچھے ہے۔

اب سینے دل کا جواب یہ قانونی آپ لوگوں کامن گھڑت اور خانہ سانہ ہے کوئی ایسا قانون اور قاعدہ لغت یا حکم کی کتاب میں نہیں جملی اصلاحیت لغت یا حکم کسی کتاب میں نہیں ملتی اس پر اتنا سخت اصرار اور انعامی رشتہ دعیہ دینے بعد از عقل و فیاس ہیں۔ پہلے اس استدلال کو بالا سنا و البارہ میں الفاظ ثابت کرو پہنچا جواب لو۔ فقط۔

جملہ خط و کتابت و ترسیل نہ دینا م

میحر رسالہ اللہ سلام بھرہ (پنجاب) ہوئی چاہئے

تحقیق المسائل

استفتاء

ما قولكم رحکم الله۔ اس بارہ میں کہ ایکٹل کو گولی ماری گئی۔ اور وہ زمین پر تراپنے لگا۔ ایسی حالت میں اُسے ذبح کیا گیا۔ مسئلہ عالیہ ایسا ذبح حلال ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

ایسا ذبح مسئلہ حلال ہے۔ تفسیر احمدیہ (لا جیون رحمت اللہ علیہ) میں تحقیق آئیہ والموقدۃ اور ہابیہ کتاب الحسین کھاہے۔ فلو اونہ ذکا حل اکله وکن المتردیۃ والنطیۃ والموقدۃ والذی بقرالذیب بخطہ وہیہ حبیۃ حفیۃ او بینۃ وعلیہ الفتوی لقوله تعالیٰ الاماد ذکیت ما استشا، مطلقاً منع فضل۔ اسی طرح مسوٹ شمس اللہ مرسی خسی میں ظاہرا روایتی بھی ہے۔ بلکہ اس بات کی صاف تعریف موجود ہے کہ حبیۃ کسی ہر وقت ذبح عذر الشرع معتبر ہے۔ دو ما درکت من المتردیۃ والنطیۃ وما اکل السبع ونظائرہ هذہ فذ کیتہ حل لقوله تعالیٰ الاماد ذکیت ما شرعنہ ابی حبیۃ رحیمہ اللہ اذ اعلم انہا کانت حبیۃ حبیۃ ذبخت حلت سواء کانت الحیاتہ فیہا متوجهة البقاء او غیر متوجهة البقاء علان المقصود تسییل الدم الحبس بفعل ذکاۃ وقد حصل۔ مسوٹ شمسی صفحہ جلد ۱۶۔

ہذا ماعندی والله اعلم بالصواب۔ حررہ الفقیر ظہیور احمد بگوی کان اللہ لہ۔

رخطیب و متولی مسجد جامع بھیتہ،

اہم استفسار اور اُنکے جواب

(حوال عد) کیا اسلام میں حب نسب کا استیان ہے؟ یا کسی قوم کو کسی پر فضیلت ہے؟ (جواب) اسلام میں نسب کا استیاز نہیں۔ اُس آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے نام نسب کے غور کو ظاہر میں ملا کے رکھ دیا۔ کسی قوم کا حدود۔ قصاص۔ احکام میں فرق نہیں کیا جاتا۔ حدت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ میں کہ حدیث شریف میں آتی ہے اخھرست میں اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی نشم جس کے قبضہ قادر ہے میں بھی جاتا ہے اگر فاطمہؓ بنت رسول اللہ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) چوری کرنی تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا۔ اس سے زیادہ مسافت ہرگز منصور نہیں ہو سکتی۔

اسلام نے نام نبی مگر دن کو فنا کر لیئے بعد نیا کے ہر گوشے میں باؤ اور بلند اعلان فرمادیا کہ ان اکو مکم عنده اللہ اتفیکم۔ تم سے مذکورے قدوس کے ندویک سب سے زیادہ کرم و معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ پریگار ہو۔
(سوال) کیا یہ صحیح ہے کہ اکھرست مسی اللہ علیہ وسلم مذکور کے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اگر ائمہ کے نور سے ہیں تو پھر معاذ اللہ کا جزو وغیرہ؟

جواب صحیح حدیث میں آئئے کہ اکھرست نے فرمایا انامن فوراً اللہ والخلق من نوری میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام غلط میرے نور سے ہے۔

اس حدیث شریف سے اکھرست مسی اللہ علیہ وسلم کا جزو ہونا لازم نہیں آتا۔ اور نہیں اسکے موہم الفاظ میں۔
(سوال) تفہیم کے لئے ایک آسان عام فہم تفہیم عرض کرنے ہیں۔ مثلاً چاند کا نور سورج سے مستفاد ہے۔ تو کیا چاند سورج کا جزو ہے؟ جس کا واب بالکل نفی میں ہے۔

(سوال) ایزید اور شرق تolan امام حسین رضی اللہ عنہ ابدی ہمیں ہیں یا نہ؟
جواب رسول مقبول مسی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے تشریف لے جائیکے بعد سادہ دمی تنقیح ہو چکا ہے۔ جو قطعی ذریعہ علم خنا۔

قرآن و حدیث میں اس کا کچھ ذکر نہیں جب تک کوئی قطعی موجود نہ ہو کسی پر ابدی ہمی کا حکم نہیں دیا جاسکتا کیونکہ عاقبت ہم ہے۔ سہیں کوئی کلام نہیں کہا ہوں نے بہت بڑے سے بڑے جرم کا رتکاب کیا ہے۔

(سوال) ایک فرقہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر دعاۓ اللہ، لعنت ملامت اور گھوڑتباہی کیا وہ ابدی ہمیں ہے یا نہیں؟

جواب بشخص ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ملامت کرتا ہے یا قذف کرتا ہے وہ کافر ہے اور ابدی ہمی ہے اسلئے کہ وہ قرآن مقدس کی اشارہ آئیوں کا منکر ہے۔

(سوال) کیا مرشدینے کی ضرورت ہے؟ اگر کوئی مرشد نہیں لیتا تو قیامت میں کوئی مواخذه ہو گا؟

جواب ہاں مرشدینے کی ضرورت ہے جیسے علم ٹالاہیں استاد کی بڑی ضرورت ہے اسی طرح علم بالہمی میں بھی بغیر تاثر کے رہنا چالٹ کے متراو فہم ہے۔

وہ آخرۃ میں جیسے جاہل سے صرف بوجہ ہم کے مواخذہ نہیں ہو گا اسی طرح بے مرشد سے بھی صرف بوجہ بے مرشدی کے مواخذہ نہیں ہو گا۔ واللہ عالم۔

(سوال) اسلام کے تہذیب فرقوں میں سے کوئی سفر ناجی اور کوئی سفر ناجی ہے؟

جواب حدیث شریف میں صرف اس قدر اتنا ہے کہ اسلام کے تہذیب، فرقہ ہوئے جن میں سے ایک ناجی ہو گا۔ العاذ لله عزیز

میں اس نتھم کی کوئی تقریب نہیں۔ ناجی فرقہ (نجات پانے والا) کی علامت حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ بنی کرمہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر کار بند ہو گا۔ اس سے فرقہ اہل سنت والجماعت مراہب ہے۔ وعده علم الآخرہ۔

تَقْدِيدُ وَتَبْصِرَةٍ

”مرزا اور محمدی سکیم“ ابوالعباس مولینا حسینی میاق صاحب نعمانی بہاولپوری نے یہ بھوٹا سارا داد بطریق سوال وجواب تلقینیں فرمائیں کہ دین کے اسلامیہ پر احسانیہ خلجم فرمایا ہے۔ ہم صاحب مصنف کے طرز استدلال و طریق بیان پر رد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ دریا در کوزہ بندھنے کے علاوہ اسیں سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ جواب میں اپنی طرف سے اک لفظ بھی نہیں لکھا۔ بلکہ مرزا مذاق کی اپنی عبارتیں ہیں جو انہوں نے آپ ہی اپنی معتبر کتب میں خواز قلم کیں۔
محنت کے منقار میں فیضت بالکل کچھ نہیں۔ مخفی پاکٹ سائز کا بھی کی قیمت صرف ایک آنھے۔

یہ سازتا یا الحق مسئلہ صادقیہ کا دوسرا نمبر ہے۔ اسکے قبل مصنف مدوح نے ”مرزا اور یوسف“ کے نام سے اسی پاکٹ سائز پر ایک تحقیقہ ”خضون سپرد فلم فرمایا تھا جو ایک بار ”حریث سل سلام“ میں بھی اشاعت پذیر ہو چکا ہے۔ اور ایکست قتل کا بھی سورجت میں بھی ہندوستان کے ہر گوشے میں پہنچ چکا ہے۔ جو کہ وہ اپنی مقبولیت کے باعث وہ ایڈیشن حشرتم ہو چکا ہے۔ اسیلے ہم مولانا کے ”خیالی“ استدعا کریں۔ کے کہ وہ ”مرزا اور یوسف“ کی دوسری اشاعت کی طرف تو ہم بسند ول فرما کر میں مولانا کو دوبارہ فکر کریں کامو قی دیں۔ امیکریہ ساری اس تمنا کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

مَدْنَهُ كَا پِيَتَهُ: مِنْجَرِ فَرِتَاشَاعَتْ مَقْدِمَهُ مَرْزاً نَيْمَهُ بَهَّا وَلَبُورَهَ

”خبر حرم“ یہ الاقانی اندھی، اقتصادی، معاشی، تھفت روزہ اخبار سر زمین کھنؤں شائع ہوتا ہے اس کے ایڈیشن مولانا کرم اہمی صاحب اپنی قابلیت اور بابندی میں حاصل شہرت رکھتے ہیں۔ اس کا ایک حصہ مسلمان عورتوں اور بچوں کے لئے خصوص ہوتا ہے۔

خبر حرم جو عویشیت سے بہت سی خوبیوں کا حامل ہے۔ مذاہب باللاد شیعہ اور مرزا نیمہ کی تزوید اور صحیح اسلامی رہنمائی اس کا اپنیش نظر ہے۔ چندہ سالانہ تین روپیے ہے۔

ہماری دعا ہے کہ خدا نے قدوس اس جو یہ کے ذریعے سماںوں میں صحیح ترقی کی روح پیدا فریں۔ اسیں اسلامی ہمدردی رکنے والے اصحاب حسب ذیل پڑتے طلب فرمائیں۔

دفتہ ”حرم“ و کٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ۔

اور حضرت مخلصی اپنے رسالہ متعہ میں لکھتے ہیں :-
 بدا کہ احادیث بسیار درضیافت متعدد اور دوست ک بخشہ ازانہ انہا اینہا
 اور وہ می شود انشا راللہ تعالیٰ :-
 پھر بعد نقل حدیث لکھتے ہیں :-

ترجمہ ایں حدیث صحیح آنست ک حضرت رسالت پناہ فرمودہ کہ سن رامتعہ کند
 در حرم خود یک بار اواز اہل بہشت است و تحقیق کہ مرد یکہ الادہ متعد کرد و
 وزنیکہ متعد شدہ با یکہ بگیر شہید فرماد آئیہ ملکے کہ ایشان رانگاہ دار دنا
 ازان مجلس بیرون روند و چون با یکہ بگیر سخن گویند چاں باشد کہ ذکر تسبیح
 می کردہ با شند و چوں دست یکہ بگیر مکیر ند بریزد گناہان ایشان از انگشت ہن
 ایشان و قنیک بو سه کند مرد زن را بوسد حدا کے تعالیٰ بر لکے ایشان
 بہر یوسہ ثواب حج و عمرہ - ناد قنی کے با یکہ بگیر عیش کندہ بہر بید خدا ایقان
 بہر لذت و شہوت و ثواب ہاشم کوہ ہاجت ایشان و چوں بر جنیزد غسل
 کشند در حال یک عالم با شند حق سجان و نقائی پروردگار ایشان است
 و متعد کردن سنت من است خطاب می کند خدا سے تعالیٰ بلکہ نکشند
 بریں دو بندہ من کہ بر خاستہ اند داب دیکھنے کا کیا موقع رہا پہلے حکم ہوتا تو
 معاذ اللہ ملا کنکو اس تماشہ کا کچھ لطف بھی آتا تو غسل می کشند و عالم اند ک
 من پروردگار ایشان ام گواہ با شہید کہ امر زیدم گناہان ایشان را وزیر پڑھ
 آبہ بیچ موئے از بدن ایشان مگر انکو نوشتہ شود از بر لکے ایشان بہر
 موسے دہ ثواب و بر طرف ساختہ شود رہ گناہ و بالا بردہ شود مرتب ایشان
 دہ درجہ گفتہ اند سلام و عمار و مقدار رضی اللہ عنہم کہ بر خاست حضرت امیر
 المؤمنین و گفتہ من تصدیق کنندہ شما ام ای رسول خدا پس جیست ثواب
 کسیکہ سعی کند دران - پیغمبر صلی اللہ علیہ و آله و سلم فرمودہ ثواب او
 مثل ثواب ایشان است - پس امیر المؤمنین گفتہ جیست ثواب ایشان

۱۷ یعیش بات ہے کہ مرد نے ابھی متعد کا ارادہ ہی کیا ہے اور عورت متعہ بن گئی اور اسکے
 ساتھ سب کچھ جائز ہو گیا۔ اس سے پہلی معلوم ہوا کہ متعد کے لئے عقد کی بھی ضرورت نہیں۔
 طریقہ انکا دوسرا سے سے راصی ہو گئے۔ اور متعد ہو گیا۔ کھواب بھی متعد اور ادا باشی
 میں کوئی قصر قیمتی نہیں۔

پیغمبر نبود و قدر که بر جنیزند و غسل کشند خلق کند خدا کے تعاہب ہر قطرہ کہ
جدا شود از بدن ایشان ملکے (سجان اللہ) فرشتے اور ناپاک قدر مسے
پیدا ہوں جب غسل کے قطرہ کا یہ حال ہے تو منی کے قطرہ سے تو معلم الملکوت ہی
پیدا ہوگا، کہ سبیع و تقدیس کو پیر خدا کے لئے اور ثواب از بزرگ ایشان
باشد تار و ز قیامت۔ پس امیر المؤمنین گفت کہ ہر کس دشوار والذین
سدت را و احابت نکشد آن را از مشیعہ من نیست و من نیز ارم از د^{۱۱}

شا باش نہ باش کہو تو سہی۔ یہ روایت ہے یا شب عشرت کا فوٹو یوکیج
کا نسخہ ہے۔ یا عین مایوس العلاج کا دار و میسخ تو ایسا ہے جس کو دیکھ کر پیر فرنوت
بھی متع پر جان دے یا ایمان فتنہ بان کر دیجئے۔

اس روایت سے قطع نظر فضائل متعہ کے اس کا وجوب بلکہ فرضیت بلکہ شرعاً
ایمان ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ کیونکہ زمرة شیعان علی سے نکل جانا اور جناب امیر
المؤمنین کا اس سے بیزار ہونا تقاضہ امامیہ دلیل ہے ایمانی ہے۔ اور کیوں نہ ہو جب
متعہ ایسا انسان کر دیا کیا کہ مٹھی دوٹھی جو کیوں ربھی ہو سکتا ہے۔ اور عین مدت مقدار
فضائے شہوت بھی دس دس منٹ تک دوھنڈہ ہو سکتی ہے جس کوہم آگے
ذکر کریں گے۔ اور ثواب بھی ایسا عظیم کہ جو قرب خداوندی سخت شہید و شہادت
کر بلکہ اپنی اور اپنے اعزہ واقریا کی جانبیں قتل بان کر دینے سے حاصل ہو اور متعہ
کرنے والے اور کرنے والیوں کو نفس قربت و لطف زندگانی اٹھانے سے حاصل
ہوتا ہے تو ایسی سستی جنت سے کوئی ایسا ہی بے ایمان پچیگا۔ ورنہ ایمان دار
شیعی زن و مرد جنکو واقعی شیعان علی ہونے کا دعویٰ ہے اور جناب امیر کی
بیزاری کو اپنے ایمان سے دست برداری سمجھتے ہیں وہ تو خود اس حلوا کے
بے دود سے منہ بیٹھا کرنا کیا پسیٹ بھر لینا غروری سمجھیں گے۔ غرضی اس روایت
کے بوجب ہر یک شیعی مذہب پر مرد ہو یا عورت متعہ فرض ہے۔ شا بد کوئی باحیاء
عورتوں کی فرضیت نہ مانیں۔ اور اس حکم کو مردوں سے مخصوص جانیں تو ان کو
سمجھ لینا چاہئے کہ جس حکم کا انتقال عورت و مرد کی تراضی پر موقوف ہو اس کا حکوم
دولوں کو ہونا لازمی ہے۔ وو کے خصیص روایات نے بھی خلاف ہے۔

نیز صاحب بربان المتعہ تکفی ہیں:-

”سجان اللہ مतحت اطاعت و عبادت خدا باشد پس نکردن آن معصیت“^{۱۲}

اب بھی وجوب متعہ میں شک ہو سکتا ہے۔
بغیر اسے دروغ نہ احاطہ نہیں باشد۔ اب دوسری روایت ہے۔
حضرت علیؑ اُسی رسالہ میں لکھتے ہیں:-

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ ہر سو یک بار متعہ کند آزاد
شوڈ لکھ جسد اور آتش دوزخ و کسیکہ دو بار متعہ کند آزاد شوڈ وفات
جسد اور آتش دوزخ و کسیکہ سو بار متعہ کند آزاد شوڈ تمام جسد اور
آتش دوزخ۔

ہم مقلدین مجلسی سے پوچھتے ہیں کہ حدیث سابق کے موجب جب ایک مرتبہ
کے متعہ میں جنت کی ساری طیفیں طبقاتی ہے تو بوجب حدیث ثانی میں متعہ پر چشمے
خلاصی کی کیا وجہ۔

نیز پچھی معلوم ہوا کہ امام حسین کے درجہ تک پونچکر بھی ایک ہی تھا اپنی بدن
چشم سے بچ سکتا ہے کیونکہ ایک ثلث جسد کا بجات پانا اور امام حسین کے درجہ
تک پونچنا دلوں ایک متعہ برمو قوف ہیں۔ حیثیت شیعوں کو تو یہ متعہ کر کے جانا
مرتفوی کے درجہ تک پونچنے اور چشم سے مغلصی پانے کا بھی موقع ہے۔ مگر دیکھتے حضرت
حسین اپنا اپنا ایک ثلث اور دو ثلث جسٹ عذاب چشم سے کس طرح بچاتے
ہیں۔ اعاذہ اللہ مِنَ النَّاسِ۔

افسوس علمائے شیعہ نے حسین بن علی کے درجہ تک پونچا کر متعہ میں کی قدر
افزاں تو فرمائی۔ مگر عذاب چشم سے کامو خلاصی نہ کر ائی۔ بین تعلق و اشتمان یہ درست
بلکہ متعہ میں کے ساتھ بیجا رے حضرات تینیں کو بھی لے ڈوبیا۔ اما اللہ وَإِنَّا لِلّٰهِ
سَهْرا جھوؤں۔

گرچہ اور روایات بھی فضائل متعہ میں مجلسی نے نقل کی ہیں۔ مگر حجب ناظرین پر
 واضح ہو چکا ہے کہ شیعہ چار متعہ کرنے میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
درجہ تک پہنچ پا دیتے ہیں تو آئندہ بقول شخصی خدا تعالیٰ کے درجہ کو پونچنا رہ گیا۔ کیا عجب
اس جو دھوپیں صدی گئی روز افزوں ترقی میں یکسر بھی باقی نہ رہے۔ مگر علمائے شیعہ
ایسے بھی الفضم نہ کر اپنے حقیقتی الامکان کوئی تفہیں رہنے دیں رسالہ متعہ مجلسی
ایک حدیث لکھتے ہیں:-

کسیکہ سو متعہ کند سیر کند در جنت و کسیکہ زیادہ کند خدا سے نقاداً

مرتبہ اور ازیادہ کندہ۔

جب زیادتی کی کوئی قید نہیں۔ اور پا در عرب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ملتا ہے کما مرتّب تواب پانچوں مرتبہ میں خدا تعالیٰ ملنا کوں دشوار امر ہے۔ کسی کا قول ہے۔ بعد از خدا برزگ توئی قصہ خصوص جب یہ بعدیت ہے تو پانچوں درجہ خدا تعالیٰ کا رہا۔ بلکہ متعدد کا حصہ ان درجہ خدا تعالیٰ سے بھی فوق رہا۔ نعمود بالش من خرافات الملائکہ۔ مگر علی ارشیف خدا تعالیٰ کے درجہ نظری نظری نہ فرمائی۔ اور فقط کنایہ اشارہ سے کام لیا اس کی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ کطعن مخالفین سے بچنے کے لئے ابہام کاظمیہ اختیار کیا گیا ہے۔

اس میں شبیہ نہیں کہ اس قسم کی کہانیوں میں ضعیف الایمانوں کے چافیزے ودخول فی الشیعہ کی ایک خاص مقاومتی قوت ہے۔ اور قبضت گھٹنے والوں کی غرض بھی یہی ہے کہ بے رقوں کو سبزیاں دکھا کر اپنے دام میں لانے اور اپنے ہوا نفاذیت کے پورا کرنے کا ایک ڈھنڈ نکالنے۔ پس شہود پرستوں سے ایسی مزے کی جیزیرے کے چھوٹنے کی کیا امید ہے۔ چنانچہ لکھنؤ کا ایک واقعہ صاحب بد رللہی سملے نے نقل کیا ہے جس کوئی محضراً المحتدا ہوں۔

ایک نوجوان شبیعی کی شادی تھی جب سرزال بارات پوچھی اور صبغ و خیز سے فاغت ہوئی تو ایک دائی اندر سے آئی۔ اور باراتیوں کے پانچ یہ خڑدہ لائی۔ کہ دلہن کو خیر سے استہنے دن کا حامل ہے کوئی صاحب اُسی پاک دامن کو اتھا فاش نہ گائیں اُوس عفیف صاحب عصمت نے نفس امارہ کو مارنے کو منع شریف کر لیا تھا پوری اور سینہ زوری اسی کو کہتے ہیں (منع کا نام سنکریمہ ہی صاحب) اور دوسرے باراتیوں کو تو کہیا سانپ سوٹھ دیا۔ کچھ بولیں تو نہ ہب میں بٹھ لے۔ مگر غیر تمند فوشن سے زیاگیا اور ایسی دینداری پر یعنیت کرتا ہو اُسٹھا اور کسی بزرگ سنتی کے پاس جا کر سنی ہو گیا۔

خدا نے اس کی قسمت میں ایمان لکھا تھا جس کی وجہ سے اُس کو اتنی غیر تبر جھی آئی۔ ورنہ جہاں ایک منعد پر امام ہمیں کا، وجہ نہ د اور کیوں نہ ملے۔ خون لکھا شہید توبنا، اور جس کے عسل جماع کے پانی سے فرشتے پیدا ہوں اور سائی (در میانی شخص) کے نامہ اعمال میں (اصل و مفعول دونوں کا) تواب لکھا جائے اور نکلنے والا شیعان علی سے خارج سمجھا جائے (اورجو شخص در میانی شبیہ اس

فرض کے ادھاری میں متعاقبین کا کسی طرح مزاحم ہو۔ اس کو تو بقاعدہ ثواب دوہرائی عذاب بھی ہونا چاہئے) اور جس کے نکرنے والے سے امام معصوم بیزار ہوں۔ اور جس کے موجب اس روایت کے:-

ان سید و آن سرور شفیع امت عاصی در روز محشر فرمود کہ اے علی بادی
حر لیص کردہ شود مرد مومن وزن مومن کہ بیرون نہ زنداد نیا متعنگ نکنداز گھے
یک نوبت باشد انہی رسالت المتعنگ (رسالت المتعنگ مجلسی)

ہر مومن و مومنہ کو متعنگ کی اس قدر تر غیر بدلائی جائے وہاں غیرت سے کیا
سر و کار۔

اور غریب دلوہن بھی مخذل و رجھی کیونکہ نکاح دائمی کے بعد اس کو اس فرض سے
سیکد و شی کامو قع نہیں ملتا۔ نکاح اور متعنگ جمیع نہیں ہو سکتے۔ پھر اگر وہ اپنے فرض
سے سیکد و شی ہو گئی اور مومن المومنین کی بیزاری سے نجگٹی تو کیا برآ کیا۔ بلکہ یہ غریب
تو نکاح دائمی کے قبل ہی شرف متعنگ سے مشرف ہو سکتی ہیں۔ ان کو اس کے سوا
چارہ کیاں ہے۔ مرد توجہ چاہیں انہیں آزادی ہے۔ برخلاف عورتوں کے
فلختی دمو ایا اولی الک بصارط۔

جہاں تر غریب و تر ہریب ہو اور جس میں بہ خوبی ہو کہ بار است در واڑہ پر آئی ہے۔
اور وہاں کئی مہینہ کے صاحبزادہ جنین مادر میں کو درہ ہے ہوں وہاں الیسی یہ لطف چیز
کہیں چھوٹ سکتی ہے العاقل تکعیہ الاشارة۔ برہان المتعنگ میں خصال کی ایک
روایت حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے مروی ہے۔

”مومن کسے است کمر و ف و مشغول سامر باشد یکے منہ بازنان دیگر
ملاظہ و مطابہ بداران ایمان و قیام بہماز شب“
اس کے بعد صاحب برہان لکھتے ہیں:-

”سچان اللہ متعنگ چ در ج دار د و مومن چن شان دار د کہ نماز شب و متعنگ کند
و متعنگ را اول و مقدم بر نماز شب شمر وہ تدر کن“^{۱۷}

”سچان اللہ رسول اللہ تو فرائیں قرآن عیینی فے الصلوۃ میری انکھوں کی
خنکی نماز میں ہے اور حضرات شیعہ کی آنکھیں متعنگ سے مُحمدی ہوں۔ کہو تو۔ یہ

^{۱۷} نعموم حضرت مصنفات در تقدیم نماز شب برائے چہ خالفت امام و رزیدہ ۱۲ مسند غفران۔

خدا پرستی ہے یا شہوت پرستی۔

تشریف

اب ایک روایت نقل کرتا ہوں جو بشرط اتفاق فاطع نزاع بین الفرقین
ہے۔ صاحب برهان المتعدد و ادنی سے نقل کرتے ہیں :-

یعنی آخرت علیہ السلام فرمود خدا حرام ساحت بر شید ما جمیع مسکرات
را و عوض آن داد ایشان رامنځه زنان۔

اب لفظ ایشان را^۱ کو ملاحظہ کیجئے جب نہای طرف سے نعمت منع خاص شیعوں کو
نضیب ہوئی۔ تو اگر حضرت عمر نے اور وہ کو اس سے روکا تو کب اگناہ کیا کسی خاص
شخص یا خاص فرقہ کی خصوصیات میں دوسروں کو شریک ہونا کب جائز ہے۔
غرض اس روایت سے حلت منع مخصوص بحضرات شیعہ ثابت ہوئی۔ لو مبارکباد
کلمہ دینکم و قلی دین ط-

(۵)

فخنائی منع تو ٹوں چکے اب مسائل منع سنئے ۱۷ قیاس کن ٹکلیتا اوہ بہارش راو
مسئلہ صحیح است بہرچے زوج وزوجہ بآن راضی شوند خواہ انک باشد خواہ بیک
بشر ط آنک آن را در عرف فائدہ باشد۔ اگرچہ یکفت آرڈکند م باشد۔ کذا فی رسال
المتعدد الجسمی یعنی ایک مٹھی آٹھ پر بھی منع ہو سکتا ہے۔

مسئلہ زن بالغہ عاقلہ را احتیاج باذن نیست اگرچہ یہ باشد در انک منع کے
شود بر اصحاب اقوال یعنی حورت باکرہ بالغہ کو بھی منع میں اجازت ولی کی حاجت نہیں
(رسالہ المتعدد الجسمی)

مسئلہ منع کے لئے گواہ کی ضرورت نہیں اور نہ اس کا افشا والٹھار عن دری
بلکہ اٹھار منع خلاف سنت ہے۔ برخلاف تکاچ دوام کے کہ وہاں اٹھار ہی سنت
ہے۔ البتہ اگر تہمت زنا کا شہر ہو تو منع کا اٹھار بھی ستوں ہے۔ مگر حب شیعوں کی
شرع نے منع میں اس قدر آزادی دیدی ہے کہ جپسٹھی دوشی جو گہیوں پر کرو۔
نہ گواہ کی حاجت نہ اجازت ولی کی ضرورت۔ بلکہ ظاہر ہو جانا بھی خلاف سنت۔

۱۷ بالغہ غیر باکرہ کو بدرجہ اولے ۱۷ امنہ

ندوی کی طرف سے خوف مزاحمت کیونکہ روکنا بوجب حدیث صحیح موجب محرومی جنت۔ اور تر غیب دینے بلکہ درمیانی بننے پر سینکڑوں بشارت۔ پھر ایسی آسانی پر یہی موقع تہمت زنا باقی ہے تو شیدہ کرنے والوں کی عین شامت ہے اور وہ خود متبوء ملامت ہے۔ فاعل و مفعول کو خدا تعالیٰ مواخذہ سے کیا ہیئت۔ آن را کہ حساب پاکست از محاسیبان چباک چنانچہ حضرات شیعہ بکال حسرت ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ اگر عکس متفقہ سے دروکتے تو کوئی پھر شقی ہی زنا کرنا۔ کافی رسالہ الجلیسی۔ اب اصل مسئلہ کی دلیل ہے:-

وَأَكْرَزَنَ بِالغَرَرِ شِيدَهُ حَرَهُ بَاشَدْ جَائِزَ اسْتَ اُوْرَاعَفَدَ بَيْهِ وَلِيٰ وَدَرِينَ عَفَدَ
گواہ و فاشن کردن سنت نیست چنانکہ درنکاح دوام است مگر انکہ تہمت زنا زد "رسالت الفقہ مجلسی"

مثلہ القضاۓ مدت منہ کے بعد عورت مدخلہ بیا پر شرطیہ وہ دوسرے مرد سے متعہ کرنا چاہتی ہو عدت واجب ہے۔ کذانی رسالت الفقہ مجلسی۔ مگر حضرات مجتهدین پر اتنی مدت تک کی انتظاری دشوار ہوئی۔ اور ایسے ثواب یہم سے اتنے دنوں تک کی محرومی ناگواریتب اس کی یہ صورت نکالی کمی کی عورت سے موانع متعہ کا حال دریافت کرنا ہی ضروری ہیں۔ آئیے اور بے پوچھے مالکی مراد پائیے مجلسی لکھتے ہیں:-

وَسَنَتْ اَسْتَ كَهْ زَوْجَهْ مُوْمَنَهْ عَفِيفَهْ بَاشَدْ وَا زَحَالْ زَنْ سَوَالْ كَنَدْ گَاهَهَ كَهْ
نَهَمَتْ دَاشَتْ بَاشَدْ پِسْ اَكْرَشُوْهْ دَاشَتْ بَاشَدْ اُوْرَارْ بَكَنَدْ وَاجَبَ نِيَسْتَ
اوْرَاسَوَالْ "رسالت الفقہ"

اور علامہ ابو القاسم علی مختصر نافع میں لکھتے ہیں:- و لیستحب اختیار المومته العفیفہ و ان سالماء عن حاها معم القمۃ ولیس شریطاً "پھر شفیقان لقاً محبوب کے دل میں اتنا صبر کہاں کہ مستحبات کے تیچھے لفظیں حال کریں اور اپنے سرہ وبالہیں۔

زن شوہردار پر بھی خواہ وہ متعہ ہو یا مساوی۔ اگر طبیعت آئی تو انکھ بند کر کے متعہ

لے مگر متعہ دور یہ مستحبی ہے۔ وہاں عدت کی بھی حاجت نہیں۔ ورنہ فی الحقيقة غریب بازار یوں کوٹھی وقت ہوتی ہے:-

کر لینا روا۔ اور یہی ہے آئمہ ہدی کا فتویٰ مسنتی الکلام میں ہے:-
 از تہذیب طوسی صراحت میں نوان یافت کچون بخار طرفی مولیٰ محمد بن راشد
 بخاطر قرآن راسخ شد کہ زنیکار ارادہ منع او مضمون شدہ شوہر سے دار د بعد
 از تقیش بہمان برآمد امام صادق علیہ السلام فرمود کہ چرا تقیش کردی و
 ہمچین سرنش ندو شخصے را کہ مردم با و گفند کہ فلاں زن شوہر دار است و
 و آن شخص ازو سے سوال نمود ۲

پھر کیا ہے بھی سجادہ رکنیں کن اگر یہ میغان گویدہ ان روایات سے مجتہدین
 امامیہ کا تحقیق نقیش کو سنت کہنا غلط و خلاف نفس ثابت ہوا۔ اور متنازع کا
 کیا پوچھنا ہے متنازع نیک ہر دکان کے باشد ہے جب متعدد کو چھپا نامنعت ہوا
 پھر نہ اس کی کسی کو خبر ہو گی۔ نہ نکاح یا منع پر متعکر نے میں کوئی خلاف مقصود صوت
 پیدا ہوئی ہے برین خوان یعنی چشم پر دوست ہے بلے کھٹکے آؤ جاؤ۔ ہاں کسی کی
 کسی کو خبر نہ ہو۔

مسئلہ زانیہ سے بھی متع جائز ہے گرچہ بکراہت فی رسالت الفقہ:-

و بکراہت زندہ زانیہ پس اگر متعد کند منع نہاید اور از زنا ۳

اور حسب تحریر علامہ محلبی کما صرح یہ صاحب الارحام زانیہ متعہ کو بھی نواب
 موعودہ متعد بر ایمنیہ (مسنتی الکلام) لیجئے مومنیات ہزار زنا کر ایں مگر ایک متعہ
 میں امام حسین کے درجہ کو پوچھتی ہیں۔ یا یوں کہے اگر چار منع کریں تو جناب ابوالائش
 سے بھی افضل ہو جاتی ہیں۔ اذن چہہ نظر۔

عورت زانیہ کو بعد متع کے زنا سے منع کرنے کی قید بھی خلاف نفس و ایجاد بندہ
 معلوم ہوتی ہے تہذیب طوسی کی روایت ہے علی بن یقطین قال قلت لابی
 الحسن علیہ السلام نساء اهل المدینۃ قال فو اسق قلت فاتر و ج
 منهن قال لغمر (مسنتی الکلام)

جب جناب امیر نے متعہ فاسقہ کی اجازت مطلقاً دیدی۔ پھر حضرات مجتہدین
 برخلاف نفس قید زاید بزم الکر کیا سرخوٹی حاصل کر لیں گے۔ بلکہ نسا اہل المدینۃ
 کی نزکیب اضافی سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل کا مطلب یہ تھا کہ اہل مدینہ کی عقد نکاح یا
 منع میں جو عورتیں ہیں اور پھر وہ نکاح پر نکاح یا منع پر متعہ کرنا چاہتی ہیں اُن کا کیا حال
 ہے۔ اور اُن سے تزوج کا کیا حکم ہے۔ اُپ نے فرمایا وہ تو فاسقہ ہیں۔ مگر اُن سے منع

تبیینی کت میں

حقیقت شیعہ، مؤلف قطبی شاہ صاحب نویسنده
کے بربرتہ رازوں کا انکشافت فی سینکڑہ پانچ روپے
فی نسخہ ایک آنہ۔
رکھات تراویح بیس رکعت تراویح کا
ثبوت قرآن - حدیث۔ آثار اجماع امت سے
فی سینکڑہ ایک روپیہ ۔ ۔ ۔ (دھم)
ہدایات القرآن، میساں یوں کے مشہور
حقائق قرآن کا لین رہا۔ اس سالہ کے ذریعہ مرزا مولیٰ
کے مخالفت یہی دو روپتے ہیں علیاً لا کہوں کی تعداد
حقیقی قرآن کو سال مفت بقصہ کرتے ہیں۔ لہذا ہدایات
القرآن کی صیغہ شاعت ہائیت ضروری ہے۔ قیمت
فی سینکڑہ سات روپے۔ فی نسخہ تین آنہ
سو دفعہ مرزا امداد مولفہ حاجی حکیم طاکر
محمد علی صاحب۔ اس سالہ میں طبی دلائل اور
مرزا صاحب کی تحریرات سے پہلاست کیا
گیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادری فی زندگی تھے نہ
صیغہ نہ مجدد تھے نہ دلی۔ بلکہ مرض مالیخولیا کے
مرتضی تھے۔ ان کے کل الہامات اور دعاوی
محض مرض مالیخولیا کے باعث تھے۔ یہ سالہ اب
دوبارہ مدد افسوس کے طبع ہوا ہے جیسیں میں
مؤلف نے مرزا یوں کی بعض تحریریں کا ذلان
ٹکن جواب دیا ہے۔ قیمت ۵

سیف الدہلی مولانا۔ اس کتاب میں مولانا
ابوالفضل پیر نے مسئلہ خلافت پر مرکز الارجح کر کے
خلاف اشارہ رضوان اللہ علیم اجمعین کی خلافت حقہ
قرآن مجید کی آیات سے ثابت کی ہے۔ اس کتاب
میں فیض ہاری اور تخریزی داری اور آئینہ ذہن شیعہ کے
توہینیں بھی شائع کئے گئے ہیں جیسا مصنفوں میں مجید فہیب
شیعہ کا فتویٰ اور بارہ علم حجاز بدعات محمد بھی شائع کیا
گیا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ثبت قیمت ۸
حکفہ میر نبیہ جریدہ اسلام کے وسیطہ
کا ایڈیشن جو قادیان بھر کے نام سے موسوم ہوا تھا۔
اس میں ہدایت عمدہ مصناف قادیانیوں کے روپ میں
درج ہوئے ہیں۔ قیمت چار آنہ ۴
تحریک قادیان: مؤلفہ جناب سید
جیسی صیحت ملک اچاریہ است لاہور۔ قادیانی کے
عقلی پر کمل تبصرہ اور روشنی۔ قیمت ایک روپیہ
حرمت تحریریہ داری کے متعلق شیعہ علماء و
مجتہدین کے فتاویٰ۔ فی سینکڑہ دو روپے۔
علمی تجوہ حضرت گذشتہ چار پانچ سال کے رسائل
شمس الاسلام کے کچھ روپیے موجود ہیں تیسالیں سوت
جلد نایاب ہو جائیں گے۔ اور پھر کسی قیمت پر نہ
مل سکیں کے شانقین علیتی قیمت پر دو آنہ فی
پرچم کے حساب سے منظور کئے ہیں:

پیشہ منیر شمس الاسلام رہبیرہ دہلی (پنجاب)

تبلیغی کتابیں

کشف المبیین حصہ اول و **حصہ سوم** مولفہ شیعہ
و زائیت حین شاہ صاحب دلوڑی۔ یہ کتاب
شمس اللہ اسلام کے ساتھ طبع ہو چکی ہے۔ اسکی
چند کاپیاں زائد طبع کرنی گئی ہیں۔ شاائقین
جلدی طلب کریں۔ شیعہ کا رسالہ "نور ایمان"
کئی دفعہ بہت ہو چکا ہے۔ اس کتاب کے ذریعے شیعوں
کے نور ایمان یا ظلمت کفر کی حقیقت واضح
کی گئی ہے۔ ان کے اعتراضات کے جوابات
ہنہایت ممتاز و شیاشنگی سے دیے
گئے ہیں۔ قیمت آٹھ آنے دہرے
تماز یا نہ عبرت روداد مقدرات قادریان
اس کتاب میں ان فوجداری مقدرات کو فواد پوری
صحیح روشنیاً و درج ہے جن پر میرے قابیان دوال
مک سرگردان دہکر سات سور و پیغمبرانہ یا حضرات
قید کے سفر ایاب ہوئے تھے۔ ان واقعات کی تفصیل
درج کتاب ہے جو دو ایام مقدمہ قوع میں آتی ہے۔
مرزا صاحب لا ایکس ڈالٹ میں عرش کھا کر زندگی مل ڈال پل
پر کھڑا رہنا۔ پہاں سے جان بلب تک رہنا پانی مانگنا اور یا نہ
ملنا و نہ وغیرہ حالات قابلہ دیدیں۔ مرزا صاحب ان کے
ارہیں عذالت ہولی فرالدین عیاذ باللہم تے حلقی بیان میں درج
بیانیاں۔ ثبوت اور خلافت کی فتاویٰ کھوشنیلے کافی ہیں۔

آخر صدایت: مؤلفہ شریعت مولانا ابوالفضل
دہری۔ اس کتاب میں بہت سی کی حقیقت کا لال طور پر فتح
کی گئی ہے۔ شیعوں کے جملہ مطاعن شیعوں کی فقہتے
کھنافس میں مسائل شیعوں کے اصول فرقہ۔ اہمیت کی
صدقۃ پر قرآن۔ حدیث اقوال نہ سادات رکتب
شیعہ کے حوالہ سے پروردہ دست دلائل بان کئے گئے ہیں
اس کتاب کی ہو ہوئی شیعہ کے مقابلہ میں زبردست حجہ
کلام دینی ہے۔ مجتہدین شیعہ اسی جواب سے عاجز آ
چکے ہیں۔ شیعہ کے جملہ اعتراضات کے دندان شکن
جواب دیئے گئے ہیں۔ قیمت تین روپے۔
برق آسمانی برخ من قادریانی یہ وہ کتاب
ہے جس کا انتظار کرنے کرتے تھے۔ تھنک گھر کے
الحمد للہ کہ زیور طبع سے اُراستہ ہو کر اس کا اول حصہ
شاائقین کے ہاتھوں اسی جاری ہے۔ مولانا نہ احمد صاحب
لگوں کی پیغمبر کوہ الکاظمیہ تصفیہ مرا ایشیوں کا ناطقہ نہ
کردیں۔ شاائقین بہت جلد طلبی نہ ہو۔ ورنہ طلبی
شائعی کا انتظار کرنا پڑا۔ پیغمبر قیمت لاکھ کے پرایر سرف ۸
تذکرہ مشايخ بیویہ، سچاکے، مشہور عورف نامی
خاذل کے تاریخی مستند حالات حضرت مولانا محمد
نصیر الدین حسیب شیعہ حمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات امنظا الحمد
کریمکو خواشنہ حضرات اول رکہ کی قیمت ہم طلبی فرمائیں
کتابت و طباعت دیدہ زیب۔ مایلیں پریمن۔

ملکہ : شیعہ شامس اللہ احمد بھیڑا (بیشیاب)

باہتمام طہور حمگیوی ایڈٹر پر طہر پیشہ شوہر کیڑا کپیں سرگردان سے چھپکر دفتر مسئلہ اسلام کھرو (چیب) شیعہ ہے۔